एकं सत् विप्रा बहुधा वदन्ति

رہبر نور

مصنفہ

پنڈت بوک راج المتخلص بہ بوک المعروف

حضرت بوک سوہانوی

تھرڈ ماسٹر مڈل سکول ملانہ ضلع انبالہ

प्रज्ञानमानन्दं ब्रह्म तत्त्वमसि

ثریا پریس پٹیالہ میں ۱۹۱۶ء چھپی

قیمت فی جلد

بندہ اس ناچیز کتاب کو نہایت انکساری

و عاجزی کیساتھ جناب پنڈت تمبرلال

صاحب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر ضلع رہتک

کے نام نامی سے نامزد کرتا ہے

گر قبول افتد زہے عز و شرف

بندہ یوگ

اوم

بندوں گرو پد پدم پراگا　سرچی سباس سرس انوراگا

امیہ مورے چورن چارو　سمن سکل بھو رج پریوارو

سکرت شنبھو تن بمل بھبوتی　منجل منگل مود پرسوتی

شری گرو پد نکھ منی گن جیوتی　سمرت دیہ درشٹی ہیہ ہوتی

والدین نے ہمیں دنیا میں جنم دیا اگو یہ کہہ سکتے ہیں کہ والدین پر ہی آئندہ ہماری اچھی یا بری زندگی کا دار و مدار ہے، مگر اصل بات تو یہ ہے کہ بعد ازاں جتنا زندگی سدھار کا طریقہ استاد گرامی سے حاصل ہوتا ہے اور کسی سے نہیں،

دیگر ممالک اور ہندوستان میں ہزاروں رشیوں مہرشیوں کا ظہور یہ سب کرامتیں استادوں ہی کی ہیں، اسی بنا پر یہ خاکسار نہایت ادب و انکساری کیساتھ جناب معلی القاب فاضل اجل نامور بیدل

سوڈھی مادھو سنگھ جی مہاراج ہیڈ ماسٹر ورنیکلر مڈل سکول گھر
کے چرنار بندیں نمسکار کرتا ہے، جنکی بزرگانہ سرپرستی سے خادم
کو اسقدر دلیری ہوئی، آپ تعلیمی زمانے میں بندہ پر ازحد عنایت شفقت
فرمایا کرتے تھے، اور اپنے بچوں کیطرح مجھے تعلیم کیا تھا، جسقدر
نظرِ رحمت بندہ پر پہلے مبذول تھی، اُسی قدر اب بھی ہے، محض غلام
کی خوش قسمتی ہے، ورنہ کہاں مجھ جیسا ہیچ و پوچ اور کہاں وہ قبلہ
کعبہ، آپ کی مدح میں کیا لکھہ سکتا ہوں، کیونکہ میں کیا اور میری
بساط کیا، بس بہ طبعم ہیچ مضمون بہ زلب بستن نمی آید
خموشی معنئے دارد کہ در گفتن نمے آید

دم شت ست

فصلِ اوّل

پرماتما کیا ہے

مشفقو! خالقِ دو جہاں نے ابتدائی آفرینش میں جب چند حشرات روئے زمین پر پیدا کیں، اس وقت انسان باوجودکہ وحشی مطلق، جاہل جہل سے فرشتوں نے بھی اسکو اپنا معبود اور کل حشرات سے متوجہ سمجھا، یہاں تلک کہ چرند پرندوں نے بھی اپنی دونوں آنکھیں اس کے نور سے منور ہونیکے لئے کھولدیں اور حسرت سے زمین پر لوٹ، انہی طریقے کے قاصدوں کے ہاتھ عجز و نیاز کے پیغام بھیجنے لگا، لیکن افسوس کا مقام ہے کہ خالقِ لایزال نے جس چشمے کو آبِ علم و ہنر سے پُر کیا تھا، وہ اپنی پُری کے سبب اوپر کو دیکھنے لگا، اور نیچے کے خیالات بھلا بیٹھا، یعنی اس ہستی چند روزہ کو ہستی دائمہ سمجھکر تعریق کی صورت میں پہنچا، اور ہستی پہ نازاں ہوا۔

ہستی کے معنی ہونا، لیکن جب ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس دہرِ ناپائدار میں جو آتا ہے سو چلا جاتا ہے، اور یہی تانتا لگا رہیگا، پھر کبر فضول ہے۔ اس جہانِ فانی میں کبر اُسے زیبا ہے، جس کی ذات ہمیشہ کے لئے قائم رہے۔ یاد رکھو! جو مالکِ کل ہیں نیست سے ہست میں لاتا ہے، وہی کبریا ہے۔

پرماتما پرم آتما جس نے کون و مکان کی بنیاد رکھی زمین پر ہر قسم کے درخت پھل پھول پیدا کئے، پھولوں پر اپنی صنعت سے نقش و نگار کئے، بڑے بڑے صناعوں کے دل فگار کئے، اور انسان کی روزی کے واسطے طرح طرح کی اشیا جن کے کھانے سے ذائقہ کو تیز لذت ہو، پیدا کی،،

آسمان پر ستارے لگائے، شمس و قمر روشنی کے واسطے بنائے۔ شعر

مہر میں نور ترا مہ میں ضیا تیری ہے ذرے ذرے سے عیاں شعبدہ حکمت تیری

اے مالک! اگر ہم نے تجھے آنکھ سے آجتک نہیں دیکھا، لیکن تیرے صفات تیری گلکاریوں سے معلوم کر رہے ہیں،،

اے نوازندہ اہلِ عالم! تو نے جس قدرت حشرات کو پیدا کیا، اُن کی روزی کا اپنے اوپر ذمہ لیا، یہاں تک کہ پتھر میں کیڑا پیدا کر کے اسکو وہیں خورش پہنچائی،، جوگ

روزی رساں ہے سب کا حشرات جسقدر ہیں کیڑے کو سنگ میں بھی کھانا کھلا رہا ہے

پرماتمن! اگرچہ کم و بیش کی تمیز رکھی، مگر روزی سب کو عطا کی، کسی کو کسی کے بھروسے پر پیدا نہیں کیا، بلکہ انسانوں کے لئے جس طرح کوئی چیز پیدا کی حیوانوں کے لئے بھی،،

ایمالک القلوب! تو جانتا تھا، کہ بعض حالتوں میں انسان ایسا مجہول العقل ہو گا کہ جن جانوروں سے اس کے کام نکلتے ہونگے، اُن کو بھی کھانا تک نہیں دیگا اسلئے حیب اناج پیدا کیا، ساتھ ہی بے زبانوں کے لئے چارہ پیدا کیا، تاکہ وہ شکم پروری کر سکیں،، جوگ

تو ازل سے ہی نوازندہ اہلِ عالم تا ابد سب پہ رہیگی یہ رعایت تیری

مولا! تیری حمد کس طرح ہو، تو نے افلاک کو بے ستون قائم کیا، اور پانی کو

بنے اور زمین پر ٹھہرایا، آب - گل - آتش - ہوا سے اربعہ عناصر کر کے آدمی بنایا اور اس خاک کے پتلے کو ایسی ایسی باتیں سمجھائیں - جو فرشتوں کے دماغ میں آنی نا ممکن ہیں"

تیرے قہر سے شاہوں کو گدائی، اور مہر سے فقیروں کو شہنشاہی، جس کو تو عزیز رکھے اس کو کون مار سکتا ہے، اور جو تیرے غضب میں پڑا ہوا ہو، اسے کون بچا سکتا ہے، تیری حکومت کیا آسمان کیا زمین، ہر جگہ ہے، تو ہی

مالک ہے دو جہاں کا بغض ملک شہاں — باغ تیرا ہے مکاں تیرے ہیں دولت تیری

تیری رحمت ہر ایک پر ہے، اگر زاہدوں سے فلو نہیں، تو منکروں سے عناد نہیں خواہ عارف ہو خواہ منکر، تیرا رعب سب کو دبا رہا ہے، تو ہی

عارف ہی تیرے شاہد منکر ہی تیرے قائل — سب کو دبا رہا ہے رعب جلال تیرا

مساجد میں تیرے ہی نام کا وظیفہ پڑھا جاتا ہے، مندروں میں بھی تیرے ہی نام کا گھنٹہ بجتا ہے، عیسائی تیرے ہی کرم پر گرجا میں جا رہا ہے"

سبزہ زبان حال سے تیری ثنا گا رہا ہے، نرگس کی نگاہ بازیاں، سوسن کی زبان درازیاں، سنبل کی پیچیدگیاں جبھی تک ہیں، جب تلک یہ تیرے خیال میں محو ہیں"

قمریاں، طوطیاں، عنادل دن رات تیرے ہی خیال میں محو ہو کر عالم کو ترانے سنا رہی ہیں، گل تیری ہستی کا ثبوت دے رہا ہے، اوس تیرے ہی فراق میں آنسوؤں کے تار بن بن کر زمین پر گرتی ہے، ابر باراں و برق تپاں تیرے مداح و ثنا خواں ہیں، مینڈک ٹراتے ہیں، گویا تیری حمد میں مشغول ہیں آب رواں زور زور سے چلا کر تیرے راگ گاتا ہے، تو واحد ہے تو واحد ہے، عقل بسیط و نور مجرد تیرے آگے سکتے میں پڑے ہوئے ہیں، تیری نشانیوں کو

دیکھکر خود بے نشاں ہو رہے ہیں، گو تمام ہیں، مگر تیری ہستی کے سامنے ناتمام نکلے ہیں

عندلیب و طوطی و قمری ز تو نغمہ سرا | در زبانِ شاعراں بزور بیاں انداختہ
حیرت اندر دیدہ صنعِ تو بعقلِ اولیں | گفتی بور مجردا ایں جہاں انداختہ

بڑے بڑے فضلا و فقہا و علما تیری تعریف و توصیف کرنیمیں عاجز ہیں، خیال چکر میں توسنِ تصور دوڑ کر تجھ تک نہیں پہنچ سکتا، بلکہ راہ میں ہی دم توڑ کر رہ جاتا ہے،،

اے لایزال! تیرا کارخانہ تیری ہستی کی دلیل ہے، تیرے کاموں میں دخل دینا بعید از عقل ہے، چمن بھی تجھ سے ہی معمور ہے، صحرا میں بھی تیرا ہی ظہور ہے، یوں کہ

ہر ہی صورت کی عطا رنگ و نزاکت بخشی | شاہدِ چمن و باغ میں نکہت تیری
دشتِ پُر خار میں پیدا ہیں بن گُل کیا کیا | رنگ لاتی ہے یہ نیرنگیٔ قدرت تیری

اے لاشریک! تیرا کوئی بیٹا نہیں پوتا نہیں، جو کچھ بنایا خود بنایا، کسی کا محتاج نہیں، بلکہ عالم تیرا محتاج ہے، اس لئے تو لاشریک و غیر حاجت ہے، یوں کہ

ایک ہی دخل شراکت کو نہیں کچھ بھی | تیری قدرت ہے بتاتی ہمیں وحدت تیری

تو تمام برہمانڈ کو گھیرے ہوئے ہے، گویا سر و پا یک ہے، تجھ سا کوئی توانا و زبردست نہیں، تو جو چاہے کر سکتا ہے،، یوں کہ

فصلِ گُل نار میں شیشہ میں قضا کی حالت | کیا زبردست ہے اللہ رے قدرت تیری

دو پانی کے قطروں سے وہ لعلِ بے بہا دُرِ یتیم و گوہرِ یکتا پیدا کر دیا جس سے ہزاروں کام نکالے، اور تیرے کارخانوں کو رونق بخشی، یوں کہ

آدمی خاک سے پانی سے ہوں گوہر پیدا | وجہ حیرانی و حیرت ہوئی صنعت تیری

تو غفار ہے، صدف نے جب تیرے سامنے منہ پھیلایا، اُسی دم ابرِ نیساں کو حکم دیا، کہ اے نیساں دیکھ میرا بندہ درگاہ سے خالی ہاتھ نہ جائے،،

مچھر نے شرمندگی سے دعا کی، اُسے فی الفور برگ و بار سے لاد دیا، اور جھکا کر پیا منت کش بنا دیا،،

سمندروں میں بہت سی حیوانات و نباتات پیدا کی، انکو دیئے آکسیجن و کاربانک پہنچائی، کتنی ہی زندگیوں کو اس ترکیب سے محفوظ رکھا، گویا ہر ایک کا تو محافظ ہے

سچ ہے یوگ

حور و جنات و ملائک پہ اور شفقت کر آل آدم پہ ادھر لاکھ عنایت تیری

پروردگار! تیری حمد میں جسقدر زبان ہلائی جاوے، تھوڑی ہے، اگر جسم کا ہر مو ہزار زبان کے برابر بن جاوے، تیری ثنا تو بھی نہیں ہو سکتی، اس سے افضل ہے، اعلےٰ ہے، کامل ہے یکتا ہے،، ہم گنہگار ہیں، ایک دن میں لاکھوں گناہ کرتے ہیں، ہماری تمام قوتیں دنیا کی لذتیں بھوگنے میں مشغول ہیں، اس وقت بالکل خیال نہیں، کہ ہم کیا کرتے ہیں، بلکہ اس خیال سے کہ خدا رحیم ہے، گناہ کبیرہ کرتے ہیں، ہزاروں جانوروں کو اپنی خاطر مارتے ہیں، یہ نہیں سوجھتا، کہ خدا ایسا بیوقوف ہے، جو ہم پر رحم کرے، جبکہ ہم اُسکی مخلوق پر ہزاروں ظلم و ستم کر رہے ہیں ہزاروں بے زبانوں کا اپنے سواد کے لئے گلا کاٹ رہے ہیں،،

یاد رکھو! خدا وہ خدا نہیں، جو گنہگاروں کو بخشدے، اور بیگناہونکو سزا دے،

اے پرماتما بہت سے انسان ضعیف البنیان تیری اس صفت پر نازاں ہیں، کہ پرماتما دیالو ہیں، یہ نہیں سوچتے، کہ جب وہ بار بار ہمکو کھانیکو دیتا ہے، ہر طرح پرورش کرتا ہے، تو دیالو ہے،، بندۂ خدا دیالو کے یہ معنی سمجھے ہوئے ہیں، کہ اگر ایک شخص ایک کو مار دے اور مقدمہ دائر عدالت ہو، اور وہ منصف جسکو کہ انصاف کرنا ہے دیدہ دانستہ قاتل کو چھوڑ دے، تو وہ دیالو ہے، اُسکو نعوذ باللہ وہ بڑا ہی بیرحم منصف ہے، دیالو نہیں، دوستو دیالو کے معنی سمجھو، اور سمجھ کر کہو کہ پرماتما دیالو ہیں

خوب سوچ لو، دنیا اعمال گاہ ہے، جیسا کروگے ویسا بھروگے ۔

اے کرشن! تیری مدح میں الفاظ نہیں ملتے، کیا لکھوں، نراکار بتلاؤں یا ساکار کہوں! بس بس یہ کہوں اگر تو خدائے اہلِ عالم ہے،

ناظرین و سامعین باتمکین، ذرا نظم بھی سنئے!

الحمد خدائے ربِّ الارباب	خلاقِ دو عالم از نور و آب
جنات کو حور کو ملک کو	خورشید کو ماہ کو فلک کو
صنعت سے کیا ہے آشکارا	خلائق کو ذرا سا اک پکارا
بلبل بھی و قمری خوش الحاں	ہر دم ہی کہے کہ ہے تو سبحاں
پتھر میں کیا ہے کس نے پیدا	کیڑے کو اگرچہ ہے ذرا سا
در قصرِ شہی ہے شہ کا پیارا	جنگل میں غریب کا سہارا
پانی میں ہے ماہی کا نگہباں	یونس کا شکم میں حافظِ جاں
گرجے میں تو ہی سمیعِ اسقف	زنداں میں ہوا خبیرِ یوسف
اعلیٰ کو بنائے پل میں ادنیٰ	ادنیٰ کو بنائے دم میں اعلیٰ
ہر شے تری سلطنت کی اندر	کعبہ بھی ہے یا کوئی مندر
اسود میں تو ہی ہے جلوہ نما	اور بیت کا تو ہی ہے جلوہ افزا
کیا عقلِ بسیط تجھکو پائے	کیا نورِ مجرد آگے آئے
سکتے میں پڑا ز خوف منکر	مدہوش مقر ہے دنگ ماہر
گلشن میں جہاں کہ پھول کھلتے	کانٹے بھی یہاں وہاں ہیں ملتے
انساں کی حالتوں کا خاکا	مولا میرے خوب تو نے کھینچا
خاموش ہوگیا کہ زباں بند	توبہ ہی تجھے ہے گوکہ ہر چند

مہربانو! جیسی میری سمجھ تھی، ویسی ہی میں نے اپنے پیدا کنندہ کی تعریف کر دی،

میرا قلم ہرگز ہرگز اِس سے اچھے مطالب میں مضموں نگاری نہیں کر سکتا، ہاں اگر آپ کو دھن ہے، خواہش ہے کہ یہ معلوم ہو جائے، وہ کیا ہے تو میں اسوقت وہ بھجن سُناتا ہوں، جو کہ وید بھگوان اِس پاربرہم کی حمد و ثنا میں گا رہے ہیں، سنئے، مہرشی تلسی داس جی وید کا ترجمہ اپنی رامائن میں یوں تحریر فرماتے ہیں

آو انت کوئی جاسو نہ پاوا　　متی انومان ویدا اَس گاوا
بن پد چلے سنے بن کانا　　بن کر کرم کرے بدھی نانا
بن تن پرس نین بن دیکھی　　گرہی گھران بن باس بسیکھی
آنن رہت سکل رس بھوگی　　بن بانی بکتا بڑ یوگی
اس سبھی بھانت الوکک کرنی　　مہما جاسو جائے نہیں برنی

صاحبان! آپ اپنے دلوں میں سوچتے ہونگے کہ ہم ہندی کیا سمجھیں کس بلا کا نام ہے، اسی لیے اُردو ترجمہ کی ضرورت محسوس ہوئی لیجیے سنئے

وہ کمال صدق اور عین مسرت ہے اُس کی ذات بے مثل اور غیر فانی ہے وہ واحد حقیقی ہے، نہ زبان کو اسکے بیان کی طاقت ہے، نہ عقل کو اسکے ادراک کی قدرت، وہ سب میں عیاں اور سب پر غالب ہے، اپنے علم بے حد اور حکمت غیر متناہی سے مسرور ہے، زمان اور مکان سے منزہ ہے، اسکے پاؤں نہیں، مگر بڑی تیزی سے چلتا ہے، اسکے ہاتھ نہیں، لیکن کل عالم کو پکڑے ہوئے ہے، اسکے آنکھیں نہیں، پر سب اشیاء کو دیکھتا ہے، اسکے کان نہیں مگر ہر آواز کو سنتا ہے، سب چیزوں کو سمجھتا ہے، اور کسی سمجھانے والے کا محتاج نہیں، کل اسباب کا سبب اولی ہے، اور اسکا کوئی سبب نہیں، وہ سب پر حاکم اور سب پر غالب ہے پیدا کرنے والا اور بچانے والا اور کل اشیاء کی صورت بدلنے والا ہے

اسے ہمدمو! لیا سُنا، اگر گوش ہوش ہیں، تو سُن سکو گے ورنہ بڑی خباثت

میں بھٹکتے پھر رہے ہیں اس سے زیادہ میں آپکو نہیں بتلا سکتا اب میں پرماتما سے کچھ پرارتھنا کرتا ہوا اس مضمون کو چھوڑتا ہوں ۔۔

یا پرماتما! ہمکو شانتی عطا فرما ہمارے دلوں کے اوپر سے ظلمت کے پردے اٹھا دے اور اپنے نور سے منور کر ہمکو ہر دم سوائے تیرے خیال کے اور کوئی خیال نہ ہو تجھکو حاضر و ناظر کرتا کرم سب کچھ سمجھیں ، اور تیرے قوانین کو کسی حالت میں نہ توڑیں بلکہ اپنے عمل درآمد کی زینت بنائیں ہم تیرے بندے ہیں غلام ہیں تو آقا ہے ، ہم خدام ہیں ، ہمیشہ ہمارا خیال رکھ ، ہمکو شستہ اور نیک کاموں کی طرف راغب کر ، ہم تیرے گن گائیں اور تیرے خیال میں ہوں ، اے سچے مالک ، رحم کر ، ہم عاصی ہیں گناہوں سے ڈرتے ہیں لیکن جو کچھ ہم نے کیا ہے اسکا ہمیں اجر دے اور آئندہ ہماری روحوں کو ایسے برے کام کرنے سے باز رکھ ۔۔

فصل دوم

در حالات آرین

ابتدائی آفرینش میں وہ قوم جسکا ظہور سب سے پہلے زمانہ میں ہوا آرین تھی چنانچہ آجکل کی تواریخ اور بہت سی مستند کتابیں ہمکو بتلا رہی ہیں اور اس بات کے ماننے کیلئے سبھی تیار ہونا پڑیگا کہ فی زمانہ بھی جو اقوام بلحاظ تہذیب و ترقی بڑھی ہوئی ہیں وہ اسی پاک بزرگ آرین کی اولاد ہیں لیکن زمانہ کی گردش نے انہیں انکے خیالات سے گمراہ کر دیا یا یوں کہو کہ دیگر اطراف ممالک میں تمدن اختیار کرنیکی وجہ سے رنگ مذہب اور شکل سب تو نہیں تبدیلی آگئی سوا اسکے اس مذہب کے جو کہ ہندوستان میں ہندوؤں کے نام سے نامزد ہے اور جس نے کہ اپنا مذہب تبدیل نہیں کیا ۔ آرین کی سب سے مقدس کتب وید ہیں جنکے ازل کا کچھ پتہ نہیں اور ان کی فضیلت سارے نوع بشر نے تسلیم کی کیونکہ (۱) یہ مقدس کتب اس زبان میں مرقوم ہیں جو کہ دنیا کے

فاضل زبان متبرک و شستہ خیال کرتے ہیں،،

(۳) وہ ایسی پرانی کتب ہیں جنکے نزول کا کچھ پتہ نہیں،،

(۴) اسکے مضمون پر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انسانی دماغ کی نقش و نگاری نہیں وغیرہ

چونکہ آرین بہت سے حصوں میں تقسیم ہوئے جو آرین دیگر ممالک میں گئے، نہ معلوم کسوجہ سے اُنہوں نے اپنے آبائی مذہب کو بھلا دیا،،

لیکن جو لوگ ہند میں رہے، وہ مہذب رہے،، اور اُنہوں نے اصلیت کو ہاتھ سے نہ دیا،، اور اپنے آبائی خداداد مذہب کو برقرار رکھا،، اور اسی مذہب کے زیر سایہ اتنی ترقی کی، کہ عالم کو گرویدہ کر دیا، دور دراز سے شائقین علم سفر طے کر کے اس ملک میں آیا کرتے تھے،،

یا پرماتما! جسکو تو بلند کرے اُسکو انجم و شمس و قمر بھی سجدہ کرتے ہیں،، اور جسکو تو گرا دے،، اُسکو وہی لوگ جنہوں نے کبھی کچھ اس سے حاصل کیا ہو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگجاتے ہیں یہی حال بعینہٖ ہندوستان کا ہوا، اس سرتاج ملک نے تمام عالم کو وحدت کا سبق پڑھایا،، اور دیگر علوم کا بھی) آجکل بھی روحانی کتب کسی مذہب میں اسقدر دستیاب نہیں ہو سکتی، حالانکہ اہل ہنود کا تنزل کا زمانہ ہے،، اور باقی اقوام کا ترقی کا،، ان پاک بزرگوں نے روحانی مسئلہ پر اسقدر غور کی، کہ تمام دنیا عش عش کرنے لگی،، اور سر تسلیم کو انکی فضیلت کے سامنے جھکایا،، اور فاضل ملک کے نام سے پکارنے لگی،) اور ہر علم کے مسئلے پر یہاں آکر غور کرتے اور سیکھتے، اپنے ملک میں جا کر دوسرے بھائیوں کو سکھلاتے تھے،،

اب ذرا غور کرنیکا مقام ہے کہ اس روحانی ترقی نے ہمیں تمام فوائد ہی عطا کئے، یا کچھ نقصان بھی پہنچایا،،

دوستو! جو کچھ ہمیں اس سے فائدہ حاصل ہوا اُس کا بیان کرنا از حد مشکل ہے کیونکہ یہ وہ تعلیم تھی جس نے یگانگت کا درجہ بخشا،، اور خدائے پاک سے قرب حاصل کرا دیا لیکن باوجود اس فائدے کے ہمیں ایک بڑا بھاری نقصان بھی پہنچا، کہ جس کے برداشت

نہ کر سکنے کیوجہ سے ہم ذلیل ہوگئے،، اور ہماری تمام عظمت خاک میں ملگئی، اور ویسے ہی اشخاص روحانی تعلیم کی تلقین کرنیوالے بزرگ اقدس پیدا ہوئے، کہ جنکے بعد اُنکے پیروؤں نے اُنکو اپنا مرشد بنایا،، اور پرستش کرنے لگے، اسطرح کئی فرقے بنگئے،،

شروع شروع میں اس قسم کا فساد کم ہوا، لیکن بعد از جنگ مہابھارت اسقدر شروع ہو گیا جسکا بیان کرنا دلونکو تڑپا دیتا ہے،، اور انصاف پسند طبیعتوں کا خون کر ڈالتا ہے۔

ذرا غور کیجئے

جنگ مہابھارت کے بعد ایک راجکمار ریاست کپل وستو میں راجہ سدھوون کے ہاں پیدا ہوئے، جنکا نام گرامی گوتم تھا، بہت سی ریاضتوں اور کوششوں کے بعد آپنے ایک ترانہ گایا، جو کہ اس زمانہ میں بالکل اک نیا کام تھا، اسمیں شک نہیں ہکہ جو کچھ آپنے فرمایا، وہ بالکل بجا اور دیدانت کپل پر منحصر تھا، لیکن جہنوا اس ترانے سے آرین کی ہستی کو بالکل ہند سے مٹا دیا،،

جسوقت یہ مذہب آرین کی ہستی کو برباد کر رہا تھا، اُسوقت ایک ایسا فاضل شخص پیدا ہوا، جس نے اس فرقے کا نام صفحۂ ہند سے مٹا دیا، وہ کون؟ وہ مہان آتما مہرشی سوامی شنکر اچاریہ جی مہاراج، ہم کہہ سکتے ہیں، کہ اگر انکا مبارک وجود کتم عدم سے ہند میں تشریف فرما نہ ہوتا، تو آج آرین کی اولاد کل کی کل باقی اوروں کیطرح اُنسے منحرف ہوئی ہوتی،، اور آرین کا نام صفحۂ دہر سے مٹ جاتا،،

بودھ مذہب کے نزدیک نزدیک ایک اور مذہب نے ترقی کی، جسکا نام جین مت ہے اسکے بانی وردھمان ایک مہاتما ہوئے،، دکثرت رائے ہے کہ یہ بانی نہیں بلکہ ایک مشہور سرگروہ شخص ہوئے،، جو کہ بودھ کیطرح راجکمار تھے، اُنھوں نے اپنا لقب جن یعنی بدھ رکھا، اور بڑے زور سے اپنے مذہب کی تلقین کی،،

اسکے بعد کئی اور ایسے بزرگ پیدا ہوئے، جنہوں نے اپنے اپنے فرقوں کی تلقین کی مگر اسقدر زور نہیں پکڑا، جس سے کہ آرین کو کچھ نقصان پہنچا سکیں،،

جس زمانہ میں ہندوستان میں بالکل امن چین تھا، اور ہندو مذہب خاصی ترقی پر تھا، سو وقت ایک اور مذہب عرب میں پیدا ہوا جسکے بانی حضرت محمد صاحب تھے بہت سے ملک آپنے اپنی زندگی میں ہی اسلام کے دلدادہ بنا دیئے، اور بعد ازاں پیرووں نے بہت سے ملکوں کو فتح کیا جن لوگوں نے انکے مذہب کو تسلیم کیا، انکو بڑے بڑے عہدے دیئے، اور جو غیر تسلیم ہوا تو ملک سے نکالدیا یا مروا ڈالا، چنانچہ ہندوستان میں آجکل ایک شریف قوم ہو بہ موسوم پارسی ہے، ان ہی کے دست تظلم سے تنگ آکر ہندوستان میں آئی تھی "

دین اسلام کے حامی فتح کرتے کرتے ہند تک پہونچے، اور یہاں اپنا سکہ جمایا سچ تو یہ ہے، کہ اس مذہب نے آرین کی اولاد کے ساتھ بہت برے سلوک کیے، جو نیے لگاو زبردستی پکڑ کر مسلمان بنا دئے چنانچہ علاؤ الدین اور اورنگ زیب وغیرہ وغیرہ کی نسبت عوام خیال یہ ہے کہ وہ کئی سو برہمنوں اور بڑی اقوام کو ہر روز مسلمان بنایا کرتے تھے "

بعد ازاں ایک اور وحدت کا دلدادہ بابر کے زمانے میں ہند میں تشریف لایا جنکو گرو نانک دیو جی کے نام سے پکارا جاتا ہے، آپ نے اسطرح وحدت کا راگ گایا، کہ ہندوستان کو از سر نو روحانی سرتاج بنا دیا، لیکن اس مہاتما کے پیرووں نے بھی وہی کام کیا جو کہ بدھ کے پیرووں نے کیا تھا یعنی کہ تھوڑے عرصے میں آرین سے جدا ہو کر سکھ کہلانے لگ گئے "

اب دیکھیے مسلمانی حکومت کا خاتمہ ہوتا ہے، اور عیسائی سلطنت کا آغاز ہوتا ہے یہ علم بات ہے، کہ ہر بادشاہ اپنے مذہب کے پھیلانیکی کوشش کرتا ہے، گو عیسائی مذہب میں شامل ہونا مسلمانوں کے زمانیکی طرح کوئی زبردستی نہیں مگر پھر بھی لالچ کیوجہ سے بہت سے ہندو عیسائی بن بیٹھے، احاطہ مدراس شاہد ہے "

صاحبان دیکھینگا کہ آرین کی ہستی کو برباد کرنے کیلیے کتنے مذہب اسکے پیچھے لگے

ہوئے ہیں، پر پیارے مجھ کو شکر صد شکر ہے اگر اس زمانہ میں بھی ایشور نے ہمارے واسطے ایک ایسا بزرگ بھیجا جس نے آرین کی ہستی کو ثابت کر دیا، اور ظاہر کر دیا کہ یہ نسل ہی یہ تہذیب اپنے بڑھ کر فضیلت کا درجہ کسی مذہب کو نہیں، تو وہ منیہ ہے اسے سوامی دیانند سرسوتی کلیگی مہرشی جس نے اگر ہماری ہستی کو برقرار رکھا، ہم بحر ظلمات کے غریق تھے، لیکن اس مہربان نے خود ناخدا ہو کر بچا دیا، از سر نو ہمارے جسم میں روح پھونک دی، ثابت کر کے دکھلا دیا کہ ہمارا مذہب خداداد مذہب ہے عالم کا کوئی مذہب اسکی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا،،

دوستو! ذرا تھوڑی دیر کیلئے غور کرو، کہ جس مذہب پر اسقدر حملے اور اسقدر آفتیں نازل ہوئی ہوں، جنکی مقدس کتب کو جلا دیا گیا ہو، جنکو بزور دستی مار ڈالا گیا ہو، غرضیکہ جنکی ہستی کو برباد کرنے کیلئے بڑے بڑے وسائل اختیار کئے گئے ہوں،، انکی ہستی پھر زمانہ میں خورشید کی تابان ہو، کیا یہ ایک معجزہ اکبرہ نہیں ہے "

فی زمانہ بھی ہمارے مذہب میں بہت سے فرقے ہیں، لیکن انکی ہستی آرین کی ہستی پر منحصر ہے، یہاں میں صرف بڑے بڑے دو تین فرقوں کی نسبت کچھ بحث کرونگا،

فصل سوم

دربیان سناتن

یہ فرقہ اپنے آپکو بہت ہی پرانا بتاتا ہے، اور کہتا ہے کہ جبتک وید نہ بنے پیشتر جبتک ہند میں سارا سناتن ہی تھا، اس قول میں کچھہ صداقت ہی ہے، بیشک یہ ایک پرانا فرقہ ہو لیکن ویدوں سے پیشتر جبتک کہ سبھیتا نہیں میری فہم کچھہ کام نہیں کرتی اور مجھے بڑا غلط قرار دینا پڑتا ہے، کیونکہ جب ویدوں کا زمانہ تھا، اسوقت ایک مذہب صرف آرین ہی تھا جس سے قیاس پڑتا ہے کہ اس کا رواج بعد میں ہوا وہ یہ کہ آرین کے ہاں مندر نہ تھے، وہ لوگ مورتی پوجا نہ کرتے تھے، اُن کی کنیائیں اپنے لئے خود تلاش کرتی تھیں، ذات پات کی بالکل تمیز نہ تھی، اور بیواؤں کی شادی ہوتی تھی"

ان تمام باتوں میں سے ایک بات بھی سناتن میں نہیں پائی جاتی، خیال ہو کہ شاید یہ مذہب پورانوں کے زمانہ میں پیدا ہوا ہو لیکن یہ بھی تحقیق شدہ بات نہیں، کیونکہ پورانوں کے زمانے سے بہت عرصہ پہلے شری رامچندر جی مہاراج بھارت کی سرزمین میں اوتار لیکر راجہ دشرتھ کے ہاں تولد ہوئے جب آپ لنکا فتح کرنے کیلئے سمندر پر پل باندھ رہے تھے، اسوقت دیکھئے کیا فرماتے ہیں"

چوپائی۔ دیکھی سیتا پتی سمندر ریتا — بہنسی بولیو کرپا ندھی بچنا
پرم رمیہ سمندریہ دھرنی — مہما امت جائے نہیں برنی
کرہوں اہاں شمبھو استھاپنا — مور ہردیہ پرم کلپنا
سنی کپی سب ہو دوت پڑھائی — منیور نکر بولی لے آئے
لنگ تھاپی بدھی وت کری پوجا — شیو سمان پریہ موہیں نہیں دوجا
شیو دروہی مم داس کہاوے — سو نر سپنیو موہیں نہیں پاوے

شنکر بِمُکھ بھگتی چہے موہی سو نر موڑھ مند متی تھوڑی

دوہا شنکر پریہ مم دروہی شیودروہی مم داس
تے نر کریں کلپ بھری گھور نرک میں باس

شری مان شری رامچندر جی لنگ استھاپن کرتے ہیں ''اور شنکر جی کی طرح طرح سے پوجا کرتے ہیں'' چنانچہ ایک جگہ یہ فرماتے ہیں''

چوپائی
جو رامیشور درشن کرہیں — سو تن تجی مم دھام سدھرہیں
جو گنگا جل آن چڑھائی ہیں — سو سایوجیہ مکتی نر پائی ہیں
ہوا کام جو چھل تج سیوہیں — بھگتی ہمار تیہی شنکر دیہیں
مم کرت سیو جو درشن کرہیں — سو بنو شرم بہو ساگر تر ہیں

مہربانو! اسطرح جب شری رامچندر جی مہاراج جیسے مریادا پرشوتم شیو جی مہاراج کی استتی کرتے ہیں'' اس سکے یہ معنی ہیں'' کہ سناتن دھرم اُسوقت رائج ہو گیا تھا''

محبان پُر رنگ سناتن دھرمی بھائیوں کی رسوم و رواج میں بہت سی باتیں ویدوں کی اور بہت سی پورانوں کی شامل ہیں''

لیکن یہ یاد رہے'' کہ سناتن ویدوں کو سرتی (کلام الٰہی) اور پرانوں کو سمرتی مانتے ہیں گویا ویدوں کو سب سے افضل مقدس کتابیں خیال کرتے ہیں''

اب میں پورانوں کی نسبت کچھ اپنی رائے کے مطابق لکھنا چاہتا ہوں''

پوران بہت پرانی کتابیں ہیں'' تعداد'' بہت بتلائی جاتی ہے'' مگر اٹھارہ عموماً مشہور ہے'' انکا مصنف وہ شخص بتلایا جاتا ہے'' جس نے مہابھارت لکھی'' گیتا کو منظوم کیا'' اور یہ وہ شخص ہے'' جسکی دھاک ایک عالم میں مچی ہوئی ہے'' اور جسکا ہندوستان میں سنسکرت لٹریچر کے اندر جدت میں دوسرا درجہ ہے'' آپ سوال کرینگے وہ کون'' وہ مہان آتما مہرشی جگت گرو ویاس دیو جی مہاراج ہیں''

میں بحث نہیں کرتا کہ آیا پوران سچے ہیں یا جھوٹے صرف یک خیال ظاہر کرونگا کہ جس مصنف نے ترانہ وحدت گایا ہو ۔۔ وحدت کے دلدادہ جسکی مدح سرائی کرتے ہوں وہ شخص یہ کتابیں اگر واقعی فضول بکواس ہیں نہیں لکھ سکتا ۔

(۲) چونکہ یہ بہت شائستہ تہا استعارے و تشبیہیں بمقدار اعتدال کی ہوں کہ اصل مطلب انکا بہت کم معلوم ہوتا ہو ۔

(۳) ویاس جی کے بعد بڑے بڑے فاضل سنسکرت زبان میں پیدا ہوئے انگریزی نے بہتر کلام نہیں کیا میرا خیال ہے کہ بعد ازاں جہاں داو پاشنکراچاریہ جیسا فاضل کوئی نہیں پیدا ہوا سوائے پورانوں کی تالیفی ہو چاہئے وہ تو وہ تھا ۔ کہ کتابیں پاشنکر کی لکہتا ہی ایسا صول سوا غیب ہو اور پھر معبودوں کے نام سے نامزد کر گئے ۔

یہاں یہ لکھتا ہوا چپ ہوتا ہوں مگر وہ شی تہا جسکا ایک لفظ شاہان سلف سے موتیوں کے برابر تولا ہے ۔

ستارن صدق پوجا کرتے ہیں ۔ جانبر میری ہے یہ ہو کہ کچھ بیچ نہیں بلکہ قرب حاصل کرنیکا ذریعہ ہے ۔

غرضکہ ضروری بات ہے جو کچھ ہم دیتے ہیں وہ بہتر ہوگی ۔ وہ ہمکو ضرور ملتا ہے اسمیں یہ سمجھنا کہ جو کچھ ہم دیتے ہیں سب وہی ملتا ہے اگرچہ جو کچھ ہمارے بزرگ سے اس جہان کی خوراک بنکر ہے پہنچا ہے ۔

بہت سے توہمات کا یہ مذہب قائل ہے اور ایسا طرہ یہ ہے کہ ۳۳ کروڑ دیوتاؤں مان رہا ہے اسپر بھی نا زیبا بہت سے اور جیسے بت ماتا وغیرہ شامل کرتا ہے یہی انکی بربادی کا باعث ہے ورنہ یہ مذہب ایک لاثانی مذہب تھا ۔ ہی ہستی کو ہو خراب کر رہا ہے ۔

سے سناتنیو جاگو ہوش میں آؤ دیکھو تمہارے پیچھے ایک عالم لگا ہوا ہے مگر پھر بھی تم شراب غفلت میں سرشار پڑے ہو زمانہ تمکو کہاں لیجائیگا تمہاری ہستی تمہیں نیستی کی راہ دکھلاویگی خبردار پھر کوئی بھی تمہیں سمجھانیوالا نہ ملیگا دیکھو تیرے سنہ پہ تمہی آگے نکل چکے ہیں اپنی کیا بلا ہو گی جو [illegible] میں

مزا چکھا ہو۔ اُٹھو اور پرماتما کو نمسکار کر کے کتابیں بغل میں دبا لو اور پھر مذہب پر کلام کرو تو ویسے لڑ مر جاؤ کہ کس کی ہستی سچی ہے اور کس کی جھوٹی۔ مگر دعویٰ لیے ہوئے گھر میں بیٹھے ہو اس کے یہ معنی ہیں کہ تم اُن سے بچ کے بیٹھے ہو یا یہ کہ تمہارے مذہب میں ایسی بُری باتیں ہیں جو قابلِ ترک ہیں یا جن پر دوسرے لوگ کلام کر سکتے ہیں، اور تم اُن کا جواب نہیں دے سکتے۔ باہر نکلو، سچی بات ظاہر کرو، اور جو تمہیں اُس سے حاصل ہو منظور کرو، ورنہ ہم کہیں گے کہ تمہارا مذہب جو ہے وہ ٹھیک سچا نہیں ہے تو کلمۂ کفر ہے بلکہ یہ کہیں گے کہ اس میں بہت سے نقائص ہیں۔

یہ لوگ پرماتما کو ساکار اور نراکار دونوں طرح سے مانتے ہیں۔

گو پرماتما کو نراکار کہنا زیادہ موزوں ہے لیکن ساکار کہنا بھی کچھ کم نہیں، جبکہ یہی ایک عام ہے۔ انسانی عقل ایسی کوتاہ ہے کہ جب تک اسے وجودی خیال نہ دلایا جائے تو وہ کبھی اس کا تصور نہیں باندھ سکتا۔

ہاں! دعا ہے کہ پرماتما اس مذہب کو بھی ترقی عطا فرمائے، جو پہلے تھی اور اس میں ویسے ہی بہادر، بزرگ، مہاتما، مہرشی، عالم، فاضل پیدا ہوں۔

فصل چہارم

دربیانِ فرقہ سکھ

سنسکرت زبان کا لفظ سِشیہ، بمعنی چیلا، اردو شاگرد۔

اس فرقے کے بانی گرو نانک دیو ہیں جو بابر بادشاہ کے وقت میں ہوئے۔ وہ ایسے شخص ہوئے ہیں کہ کہہ سکتے ہیں کہ اپنے زمانے میں ایک لاثانی زندگی کے مہاتما تھے۔

گو آجکل کے پیشوا ہر رسوم و رواج کو ہندوؤں سے جدا کرنا چاہتے ہیں، مثلاً شادی کے موقع پر آنند پڑھانا وغیرہ وغیرہ، مگر ابھی تک عموماً ہندوؤں سے ملتے جلتے ہی ہیں۔ رسالے میں اس فرقے کے بارے میں کچھ بحث نہیں کروں گا، صرف یہ کہ آیا یہ لوگ ہندو ہیں یا کوئی اور، جہاں تک ہوگا اصلیت

و مگر مذکور نگارندہ) اس وقت تھے بانی نے ایک ہندو کھتری کے ہاں جنم لیا جو کہ سورج بنسی خاندان سے تھا یہ علاوہ بھی کچھ نہیں کیونکہ دیکھا گیا ہے کہ جس فرقے کا بانی ایک دفعہ جہاں کھڑا ہو گیا، سکھ پیروؤں نے اس جگہ کو مقدس مانکر پرستش کی گرو جی کا تو یہ ایسا ہی علاقہ اہل ہنود کیساتھ تھا۔

(۲) جب گرو جی نے عرب کا سفر کیا اور وہاں کے لوگوں نے اس مہمان تمام پر شوق سے دریافت کیا کہ تم کون ہو کس مذہب سے ہو، دراں آپ نے فرمایا

دوہا ہندو کہاں تاں مارئیے مسلمان بھی ناں — پنج تتو کا پتلا نانک میرا ناؤں

اس دوہے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ہندو ہونا قرار دیتے ہیں بہت سے اصحاب ان کے سمجھے اسطرح

شاعروں ذی عقول کا قاعدہ ہے کہ جب کسی بات کو بیان کرنا ہوتا ہے، اور اسکا بیان بعرض خطر میں ہوتا ہے تو اسکو اشارتاً کہہ جاتے ہیں جسطرح گرو جی نے فرمایا یعنی کہ میں مسلمان تو ہوں ہی نہیں رہا ہندو اگر میں یہ کہدوں کہ ہندو ہوں تو تم مجھے جان سے مار دو گے، اسلئے میں ہندو نہیں ورنہ تو ہندو ہوں، اور یہ بات میں برملا کہتا ہوں کہ سکھ صاحبان اور اہل ہنود اصل میں ایک ہی بزرگوں کی اولاد ہیں چند سال کے قریب سے زمانے کی گردش نے ان دونوں فریقوں میں تفاوت ڈالدیا ہے

(۳) سکھ بھائیوں کے تمام رسوم و رواج اہل ہنود کیساتھ ملتے ہیں، گو سکھ صاحبان آجکل اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ انکے رسوم و رواج کو ترک کر دیا جاوے، مگر یہ کام ابھی تو ہو نہیں سکتا، ہاں ایک مدت چاہئیے

(۴) سکھ اور ہندو ایک جگہ بیٹھکر کھانا کھا لیتے ہیں، مگر سکھ صاحبان کبھی اسلام و عیسائی کے تنور پر کھانا نہیں کھاتے، یہ بھی گویا ثبوت ہے کہ سکھ ہندوؤں سے تو کچھ نسبت رکھتے ہیں، مگر مسلمانون یا دیگر اقوام سے بالکل نہیں

(۵) ہو وسکو، آخری فیصلہ یہ ہے کہ بموجب قوال سکھاں جب گرو تیغ بہادر نے گرو گوبند سنگھ جی اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ہندوؤں کی مدد کی نہ معلوم آج سکھ بھائی ہندوؤں سے کیوں اتنی نفرت ظاہر کرتے ہیں یا سچ کہا ہے

بوقت تنگ دستی آشنا بیگانہ می گردد　　صراحی چوں شود خالی جدا پیمانہ می گردد

مصیبت کیوقت بھائی بھائی سے جدا ہو جاتا ہے، وہی حال ہمارا اور سکھوں کا ہے،،

جب سکھ صاحبان نے دیکھا کہ آجکل ہندوؤں پر مصیبت کے پہاڑ ٹوٹے ہوئے ہیں اگر ہم بھی انکے ساتھ رہے، شاید کچھ ہمیں بھی نقصان پہونچے اسلئے پہلے ہی جدا ہو گئے،، دوستو حیف ہے کہ ایک باپ دادا کی اولاد اور آپس میں یہ حالت،،

اور یہی ایک بات کہ اگر لوگ سکھ کہلانے میں ہی خوش ہیں تو بہت اچھی طرح سے لیکن یہ کیا ضرورت محسوس ہوگئی کہ ہم ہندو نہیں، یہ خیال رہے کہ اگر اسیطرح فرقے بن بن کر باہر نکلتے رہے، تو کوئی ونکو یہ تعداد جو آج اکیس کروڑ کے نام سے موسوم ہے ایک بھی نہ رہے گی،، بہتر ہے کہ اس دوئی کے بیج کو درمیان سے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے، اور جیسطرح ہم پہلے بھائی بھائی تھے اسیطرح ملکر ایک دوسرے کی مدد کریں، صرف ایک ہی طریق ہے جس سے ہم دنیا میں ترقی کر سکتے ہیں، کیونکہ اتفاق سے بڑھکر نعمت عظمیٰ اور کونسی شے ہے، جیسا کہ مہرشی تلسی داس جی فرماتے ہیں

جہاں سمتی تہاں سمپتی نانا　　جہاں کمتی تہاں بپت ندھانا

پرماتما سے پرارتھنا ہے کہ سکھ بھائی ہمارے پہلے ہی جیسے بھائی بن جائیں،،

فصل پنجم

در بیان فقرا آریہ

آریہ بہی سچا اور فلاسفرانہ مذہب بہت قدیمی ہی اور کہہ سکتے ہیں کہ ویدوں کے زمانیکے مذہب کچہہ حقیقت اسمیں پائی جاتی ہی مگر جس مذہب کا ہم ذکر کر رہے ہیں وہ عقیدہ ہی سناتن میں جاتا ہے اور انکی بنگ ہونے والے سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج ہیں جنہوں نے ہندوستان میں ایک روح پہونکدی اور انہیں اپنے اپنے مذہب پر مجبور کر دیا اور ثابت کرکے دکہلایا کہ ہندوستان کے بزرگون اولیہ کی اولاد بھی اس مرتبہ پر پہنچ سکتی ہی بشرطیکہ انکو موقعہ ملجائے چونکہ یہ ایک بڑے بزرگ ہوئے جنہوں نے سوامی شنکر آچاریہ کیطرح کلیگ ندیکار وقت میں روشنی دکہائی اور ہمیں سیدہی راہ بتلادی اسواسطے جی چاہتا ہی کہ پہلے نظم میں اس مہرشی کے گن گاؤں ""

مایۂ ناز سخن خیال ہند — نکتہ نو پر جمال ہند
روح فلکی بجسم اہل ہنود — نعمت ہشیار باش آل ہند
باقی دین آرین و ہ بار — قائم از تو شدہ مثال ہند
خیر قالش شنیدہ حال سکوت — رعب ماندہ جلال ہند
گرچہ کم فہم ام پیر خواہم گفت — سہ سیا کاشف محال ہند
باز ماندہ این دل بیتاب — جز بہ طرح دم کمال ہند
معرفت کے تھے اک نمونہ آپ — موجب قال ہر ابال ہند
مثل خورشید طرز یکساں تھی — طالب منظر وصال ہند
شادی ہیوگاں کا باعث — باعث دوری ملال ہند

بحث کس کی مناظرہ کس کا — دم نہ پیش قیل و قال ہنود
تو نے پر کھول کر دیا دکھلا — راز مخفی تھا پر سوال ہنود
جام ویداں پلا گیا سب کو — مست و بیخود بنا گیا سب کو
رشک عالم و فخر ہندوستان — مہربانی کیے [illegible]
تجھ سے عالم تمام کا طالب — مثل خورشید ہو شعشعہ تاباں
تیرے آنے سے ہو گئے کافور — [illegible]
تیرے خلق و صفا کے صدق سے تھا — کر دیا ہند کو بہشت نشاں
بزم اغیار میں یوں جلوہ گر — جس طرح گل بہ خار در بستاں
عقدۂ سائل جواب طلب — کر گیا حل بصورت آساں
بار احساں سے سر نہیں اٹھتا — یاں تلک محو تھا ترے احساں
گلستاں اب ہمیں لگے ہے برے — وہ مکاں تھا جو کلبۂ احزاں
وید کی شان کو کیا تو نے — نقش بر لوح قلب کون و مکاں
ہستی رب کو اثبات دیا — معجزہ بشکن فاخراں بتاں
یوگ ببیک کی زبان ہے آج — کسقدر ہے اثر گہر افشاں
کیوں نہ ہو کر رہا بیاں بھی ہے — اپنے مقصد میں کی عز و شان
جذبۂ شوق دیدن تو ہے — مرہم زخم گرمی ہجراں
ہم ہوں مرہون منت جناب — اور گویندیوں ہوں از دل و جاں
تو محافظ رہے وہاں سے بھی — چرچا ہوں و سکان کا [illegible]
تیری امت ہو سدا بڑھتی — پھل مقصد ہے سدا لچھمی

یہ مذہب بھی ویدوں میں بھی تو ہم سناتن دھرم کا ذکر کرتے ہیں [illegible] ہیں کہ ہندو مذہب بھی ویدک دھرمی ہے [illegible]
کیا [illegible] فرق [illegible] ایک ہے [illegible] کو [illegible] مانتے ہیں اور [illegible]

مہاتماؤں میں سائیں کوئی تقاضا نہیں ہے، اور سمیو کو کوئی [illegible] ملنے سکیں بغیر تصویر کے تصور کی شکل کا مسئلہ ہے

(۲) دیوی دیوتاؤں کے ماننے سے یہ لوگ منکر ہیں، انکو لیے یہ خیال کرنا لازم ہے کہ جبتک ہمارا تصور [illegible] کامل نہ ہوجائے کہ ہم ایشور کا جلوہ دیکھ سکیں، اسوقت تک بت پرستی [illegible] کوئی ہرج نہیں اگر خیال ہو کہ [illegible] پانی میں [illegible] بھی تعصب سے خالی ہے [illegible] کیونکہ بغیر تصویر کے تصور [illegible] (۳) یہ لوگ مہاتما کو [illegible] نہیں مانتے

ویدانت کا مسئلہ [illegible] خیالی ہے [illegible] خواہشات و لذت [illegible] آریہ صاحبان [illegible] کرشن [illegible] افضل بزرگ تر [illegible] مانتے ہیں [illegible] ہندوستان میں پیدا نہیں ہوئی ؟ کیوں صاحبان [illegible] تو ہیں کیا سناتن والوں نے [illegible]

[illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے [illegible] عام [illegible] نہیں ہوسکتی [illegible] خاص کوشش کے

(۴) معجزات و کرامات کو [illegible] مانتے ہیں [illegible] خدائے قادر [illegible] اسکی [illegible] کچھ ایسی [illegible] نہیں ہوتی

(۵) برہمنوں کو [illegible] بتلاتے ہیں [illegible] کیونکہ آجکل کے برہمن [illegible] لائق [illegible] اگر سوال دوسرا پیدا ہوتا ہے [illegible] بزرگوں نے تمام عمر [illegible] بڑی بڑی مستند کتابیں [illegible] صاحبان کیلئے لکھکر چھوڑ گئے آج آپ انکی اولاد کیساتھ یہ [illegible] کرتے ہیں [illegible] خیال رہے اگر آپ انکو تعلیم دیں تو وہ ویسے ہی بنسکتے ہیں کیونکہ انکے اندر وہی مادہ وراثت موجود ہے، وہ بات مت کرو، ذوق

سیاہ بختی میں کب کوئی کسیکا ساتھ دیتا ہے ‏ ‏ کہ تاریکی میں سایہ بھی جدا رہتا ہے انسان سے

(۶) بہت سی اور باتیں ایسی ہیں جنکو آریہ بھائی فضول بتلاتے ہیں، مثلاً شرادھ کرنا، بھوت جنات وغیرہ، لیکن کچھ سچ [illegible] کچھ جھوٹ بھی ہے، بھوت جنات کے مسئلے پر [illegible] غور کیا ہوگی،

(۷) بھوت جاتیوں کو [illegible] اندر [illegible] طاقت سناتن کو ہی عطا کرو، پیارے آریہ بھائیو انکو اس شبہ کام میں ہر طرح سے مدد دو [illegible] وہ اپنے [illegible] نیک کام میں تندہی سے مصروف رہیں [illegible] حاجت روا ہیں، لیکن انکو [illegible] درست نہیں [illegible] لازم ہے [illegible] ہاں ہمیں [illegible] ضرور سمجھ لینا چاہیے، کہ دیگر اقوام سے یہ لوگ ہمارے حق میں اچھے ہیں، اور [illegible] ہمارا [illegible] ہیں،

سناتن والو سنو [illegible] اپنے بھائیو کی مخالفت مت کرو [illegible] تمہیں کوئی [illegible] تمہارا نام و نشان مٹ جاویگا، اگر تمہارے اندر یہ وصف ہوتا، تو آج تمہاری یہ درگت نہ ہوتی،

(۸) بیوہ عورتوں کی شادیاں کرتے ہیں، حقوق انسانی حالت میں مرد کے برابر ہیں، اگر مرد کو دوسری شادی کی اجازت ہو، تو عورت کو بھی ضرور ہونی چاہیے، چونکہ عورت کیلئے [illegible] اگر عورت [illegible] مت کرو [illegible] دوسرا [illegible]

اے سناتن والو! بہت باتیں ہمارے آریا بھائی یہ کہتے ہیں مگر تم اُن میں شامل ہو اور یہ تو منہ
کی بات ہے حیف ہے تمہاری عقل پر کیوں سیدھے راستے سے ٹیڑھے راستے پر چل رہے ہو کیوں نہ تم اپنی بھلائی کی مدد سے
دلگداز کر رہے ہو کوئی سا دن تمہاری تمیز کا ہوگا دیکھو دنیا تم سے آگے بڑھی جا رہی ہے اے قوم تمہاری ہونگی اور اولاد تمہارے
پیچھے چلے جاری ہو ، ہمت ہو کر آریاؤں کی تقلید کرو ،،
یا پرماتما! آریا بھائی وہ دن دکھا کہ جوگنی ترقی کریں زمانہ انکی ترقی پر رشک کرے ،،

فصل ششم

دعا بحضور خالق و آفریننده

جتنے مذہب آریوں کی اولاد ہندوستان میں اس وقت ہیں ، میں ان فرقوں کے بانیوں ، دیوتاؤں پیشواؤں کو نمسکار کرتا ہوں ، اور آج ہی سے
آکر پرماتما سے پرارتھنا کرتا ہوں کہ ہمارا عمر تک آپس میں شیر و شکر ہو جائیں ، اور باہم دیگر مددگار ہوں ، انکے ولسے وو ...
اور اپنے بیگانے کی تمیز کر سکیں انہیں ساد و پید کرے ،،

پابندی فرض ! اے دل تو فرض کر کہ میری فرض میں ترقی پنہاں ہے کیونکہ تیری ہر ایک ترقی اور بہبود
تکمیل کا ذریعہ فرض ہے یاد رکھ اگر تو اس سے کوتاہی کریگا تو گر جاویگا تیری حالت خراب ہو جائیگی تو اعلیٰ سے ادنیٰ حالت
جا گریگا ، سنسکرت دان علماء نے اسکو دھرم بتلایا ہے ، چنانچہ اس کی نسبت یہ قول فرمایا ہے ،،

आहार निद्रा भय मैथुनंच · सामान्य मेतत पशुभिर नराणाम ।
धर्मो हि तेषा मधिको विशेषो धर्मेण हीना पशुभि समाना ॥

یعنی کھانا ، سونا ، ڈرنا ، اور جماع انسانوں اور حیوانوں میں برابر باتیں ہیں وہ کیا چیز ہے جس سے انسان کو انسان کہا جاتا ہے
محض دھرم ہے اگر انسان میں دھرم نہیں ہے تو وہ حیوانوں کی تمثال ہے

مجھو اور اہتو ذرا دیر کیلئے سوچو کہ فرض کیا چیز ہے جس کے نہ ہونے سے انسان حیوان ہو گیا اس یک سے
حیوان ناقص و کامل میں تمیز ڈالدی ہے ، وہ یہ جو شخص فرض کو فرض نہیں سمجھتا ہے ، وہ بہیمیت میں کچھ فرق نہیں ہے
کیونکہ عزازیل کا پہلا کام احکام خدا کی تعمیل کرنا تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عزازیل تو آدم کو سجدہ کر تو اس نے
انکار کیا ،

غور کا مقام ہے کہ جب فرض کو چھوڑنے سے عزازیل جیسا عابد فرشتہ ذلیل و خوار ہوا اور ابلیس کے لقب قبیح
سے ملقب ہوا تو انسان کو اگر ابلیس و خبیث کہا جائے تو کیا شک کی جا سکتی ہے ، ؟ فرض کو انگریزی زبان میں ڈیوٹی
کے نام سے پکارا جاتا ہے جو شخص اپنی ڈیوٹی کو پورا نہیں کرتا ، یعنی فرض کو ادا نہیں کرتا خواہ کتنا ہی پارسا بنا پھرے بشان

رحم

سچ ہے یہ انسان نہیں کام ہو   رحم کھانا جن کا دائم کام ہو

اے انسان ضعیف البیان، اپنے تمام قوتوں کو رحم کا مقتضی بنا خواہش کر کہ تیرے دلمیں رحم پیدا ہو تیری زبان سے رحم آمیز باتیں نکلیں تیرے ہاتھ سے کارِ رحم ہوں، کیونکہ فطرتِ انسانی کا سب سے بڑا خاصہ یہی ہے، لفظِ انسان کا تو اُسی وقت مستحق ہے جب کہ تو ہر ایک سے محبت کرے، سب کو یکساں نظر سے دیکھے، رحم ہی سے ورنہ تو حضرتِ غالب فرماتے ہیں:

بسکہ مشکل ہے ہر اِک کام کا آساں ہونا   آدمی کو بھی میسر نہیں انسان ہونا

دیکھئے حضرات! حضرت مہر نے کیا خوب فرمایا ہے؛

اگر دعا ہے یہ تیری ہمدم جناب حق سے بچشم پُر نم
کہ ارحم الراحمین خدایا نگاہِ رحمت اِدھر رکھا کر
تو زیر دستوں پہ تو بھی ہر دم بچشم اُلفت بہ لطف پیہم
رکھ اپنے لطف و عطا کا سایہ نگاہِ رحم و کرم کیا کر

نگاہ رحم و کرم کیا کر خدا سے بندے ذرا ڈرا کر

صاحبان! ابھی تک آپ رحم کے مطلب پر نہیں پہونچے کسیکو کوئی شخص مار دے، اور منصف اُس کو چھوڑ دے، واللہ یہ رحم نہیں، رحم کے معنی ہیں، ہر ایک کے حقوق کی پوری نگاہداشت رکھنا واقعی رحم وہ شے ہے، جو انسان کی روح کو طاقت عطا فرماتی ہے، اور بے نظیر بنا کر قربِ حق کی راہ دکھاتی ہے، رحم کرنے والوں کی ہزاروں نظیریں ہمارے سامنے پیش ہیں، دیکھتے ہیں، کہ جن اشخاص کے اندر رحم کا مادہ موجود ہے، انہیں آرام ہی آرام ہے، سبکتگین بادشاہ کا ایک ہرنی کے بچے کے حقوق کی حفاظت کرنا، اور شہنشاہی پانا، اہل ہنود کا اس قدر پہلے زمانے میں پرلے درجے کا مہذب ہونا، یہ سب رحم کی مثالیں ہیں،،

ایدل، تو خیال کر، کہ بغیر رحم تیرا کوئی کام نہیں چل سکتا، تجھے ایک صاف بنانے والی چیز رحم ہی ہے، اور ست امت جی، ہر ایک کے حقوق کی حفاظت کر، اس طرح تجھے وہ بے بہا طاقت حاصل ہوگی جس کا تیرے اندر اس وقت پتا بھی نہیں، دیکھ جب خالق دو عالم تیری پرورش کے لئے کس قدر تجھ پر رحم کرتا ہے، تو کیوں تو اُس کی مخلوق پر ظلم کرتا ہے، حسد کو نگاہداشت رکھ، اور تحمل و صبر سے کام لے کیونکہ

رحم روحِ روح کا انجام ہے	بادہ مسروریت کا جام ہے

قرب حاصل ہو خدائے پاک کا — رحم کا بیشک یہی انعام ہے
پاک طینت نیک ہیں کہ رحم کا — سر میں سودا جنکے صبح و شام ہے
اس سے کر دل رحم کا خانہ بنا — عالم فانی میں جو ناکام ہے
رحم سے خالی جو شخص ہے یہاں — آسماں کا سپہ ہیچ گام ہے
روز محشر بے خطر ہو رحم کر — کہہ رہا ہوں یہ صلاح عام ہے
نیکیوں کا بیج ہے اسکو خرید — خوب سودا یار تھوڑا دام ہے
رحم سے جو ہے کنارہ کش یہاں — بندۂ لا عقلی و اوہام ہے
سب کی کلفت پھر کرے محسوس تو — دل اسی سے شاد ہم کا جام ہے

ایک باتوں کا اثر ہو کیا حزیں
ہرزہ گو جب شاعروں کا نام ہے

بہ ضمن تعلیم نسواں

جس وقت ہماری زبان سے انسان کا لفظ نکلتا ہے، اُسوقت اُسکا مفہوم صرف مرد کے تصور پر نہیں پہنچتا، بلکہ اس میں تصویر زن بھی پوشیدہ ہے۔ پس جب خداوند کریم انسان کو اشرف المخلوقات کا خطاب عطا فرما چکا، کیا وجہ ہے کہ دونوں کو اس نام سے نامزد کیا جاوے، لیکن آجکل کے جوان اپنے دل میں یہ خیال لئے بیٹھے ہیں

کہ ہم انسان کے معنی ٹھیک طور پر سمجھتے ہیں، لیکن یہ سراسر لغو بیانی ہے، جب تک کہ وہ دونوں کے حقوق کی حفاظت ٹھیک طور پر نہیں کرتے، اکثر پورانے اور کہنہ دماغ اور سڑے ہوئے آدمیوں نے اپنی زندگی برباد کر کے دوسروں کے تجربہ زندگی پر تیشہ فولاد رکھ دیا، ہم دیکھتے ہیں، کہ جس زمانے میں تعلیم نسواں ہوتی تھی، اس وقت کیسے کیسے لعل بے بہا دریتیم و گوہر یکتا ان عصمت مآب ماؤں کے صدفِ شکم سے پیدا ہوتے تھے،،

صاحبان! اور ممالک کے ذکر کو تو نظر انداز کیجیے، پہلے اپنے ملک کی ہی حالت دیکھیے، کیا تو وہ زمانہ تھا۔ جس وقت بھیشم جیسے برہمچاری درون آچاریہ اور ارجن جیسے بہادر، ہریشچندر جیسے سخی، یدہشٹر جیسے راست باز، اور رام و کرشن جیسے مریادا پرشوتم پرش پیدا ہوتے تھے یا آج وہ حالت ہے کہ بس خدا ہی حافظ،،

پیارے سجنو! اس کا ذریعہ اولین کیا ہے، بس میں یہ بات ایک میں نہیں لاکھوں میں کہوں گا، کہ وہ تعلیم جو دنیا میں ہم کو اخلاق و آداب کے طریقے سکھلا سکتی ہے، ماتاؤں کی تعلیم ہے، کیونکہ شروع پیدائش میں ہمارا تعلق جس قدر اپنی مہربان ماتاؤں سے ہوتا ہے، دوسروں سے نہیں، غرض کی درستی جھیٹی مشکل ہیں، کیونکہ جو عادات بچپن میں بچوں کے دل پر قائم ہو جاتے ہیں، وہ زندگی بھر ان کی ہمراز رہتی ہیں، بچپن میں ہم جیسی

عادتیں ڈالنا چاہیں ڈال سکتے ہیں، کیونکہ ہمارا دل نرم ہوتا ہے، دماغ کمزور ہوتا ہے، اور ساتھ ہی بچوں میں گرفت کی طاقت بہت ہوتی ہے، اگر ہم اُس وقت ہی اپنے بچوں کو نیک طریقہ پر چلائیں، تو ان کی زندگی بعد میں بہت عمدہ زندگی ثابت ہو سکتی، چنانچہ کیا خوب کہا ہے،

چوب تر را چنانکہ خواہی پیچ
چون شود خشک تاب باشد پیچ

لیکن یہ فرض ہماری ماؤں کا فرض ہے

افسوس کہ ہماری مائیں بھی کچھ نہیں جانتیں، بیچاری بجبر ظلمت میں غرق ہیں، ان کو چار دیواری میں مقید رہنے کے سوا اور کچھ آتا ہی نہیں، وہ دوسروں کو کیا سکھا سکتی ہیں، مصداق

او خود گم است کرا رہبری کند

یا

خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

دوسرے آجکل کے مرد یہ خیال کرتے ہیں کہ عورت میں ہم جیسا دل و دماغ ہی نہیں، وہ دراصل اُن کے قول پر عمل یعنی ان خیال پر کہ لیلاوتی عورت نہ تھی کیا سیتا اور گارگی عورت نہ تھیں، ان ماؤں نے دنیا کو مدد کرکے دکھا دیا کہ بہت

ہندوستان کا نام صفحۂ روزگار پر تا ابد الدہر شمس و قمر کی مانند منور رہیگا، اور تمام دنیا کے انسان اُن کے خیالات پاک سے نصیحت آموز سبق حاصل کرینگے،،

لیلاوتی کے الجبرے کی طرف خیال کیجیے، بڑے بڑے فاضل ریاضیہ سر دہنتے ہیں، صد حیف ہے، کہ ہم ایسی ماتاؤں کو بے دل و دماغ تصور کریں،،

کیوں جی، وہ ممدوح الصدر فرزند ارجمند جنہوں نے ایک عالم پر حکومت کی ہے، اور دنیا پر اپنا سکہ بٹھایا ہے، یہاں تک کہ سیارات و ستارات کے شاکنوں سے بھی خراج وصول کیا ہے، انہی ماتاؤں کے بطن سے نہ تھے،،

ہاں رہی یہ بات کہ تعلیم کیسی ہونی چاہیے، سو خیال رہے کہ محض دھارمک اردو کے ناول اُن کے پڑھنے کے لیئے نہ ہونے چاہئیں، بلکہ سنسکرت جیسی دھارمک زبان سے مضامین لیکر تعلیم دینی چاہیے، سنسکرت ہی نہیں، بلکہ اور زبانوں میں بھی جو دھارمک مضامین ہوں وہ انہیں پڑھانے چاہئیں،،

(فقط)

فصل ہفتم

حمد خدا

ہر شے میں نور تیرا جلوہ دکھا رہا ہے | قدرت کا تیری طوطی نغمہ سنا رہا ہے
غنچے سے گل بنا کے زردار کر دیا ہے | نافے میں گل کے خوشبو تو ہی بسا رہا ہے
اے خالق دو عالم رعب جلال تیرا | سارے جہاں کے دل پر سکہ بٹھا رہا ہے
روزی رساں ہے سب کا حشرات جسقدر ہیں | کیڑے کو سنگ میں بھی کھانا کھلا رہا ہے
پابستہ گرچہ ہو حق کا پر ہے شیدا | صوفی سے کو اللہ اللہ کہا رہا ہے

طاقت عطا ہو کہنے کی آوگ کو بھلا جو
شیریں زباں سے تجھکو نغمہ سنا رہا ہے

دیگر

پتہ بتا دے مجھے او رے لامکاں اپنا | نشان کچھ تو بتا مجھکو بے نشاں اپنا
سما و ارض و نجوم و خور و قمر کیا ہیں | جہاں میں کس نے ہے جلوہ کیا عیاں اپنا
خیال تجھکو نہ پائے نہ پا سکا ہے کبھی | تری ہو حمد میں پھر کیوں ہو ترجماں اپنا

سوائے تیرے کسی سے نہ اس حرمت کی
معین رنج و الم کون دہر فانی میں

ثنا سے ورد کسے پھر بیاں تو اں اپنا
ہر ایک شخص ہے یاں آپ نغمہ خوان اپنا

دیگر

عالم میں ہو منتشر ہر جا کمال تیرا
منکر بھی تیری شاہد عزت تیری قائل
تڑپا رہا ہے مجھکو بے چین کر رہا ہے
کالنقش فی الحجر ہے یہ بات لوح دل پر
ہر وقت تو مدد پہ تیار ہے لوح دل پر
لاثانی اور یکتا بے ہمتا بے شراکت
عقل بسیط کیا ہے اور نور کل ہے کیا شے
ہیں مہر و ماہ تاباں افلاک سیر کن ہیں
جسکو تری توقع اور جو ہے تجھ پہ قانع
ہر بات تیری کامل اور ماننے کے قابل

ہر سو دکھا رہا ہے جلوہ کمال تیرا
سب کو دبا رہا ہے رعب جلال تیرا
اے خالق دو عالم شوق وصال تیرا
رب غفور تو ہے ہر فن کمال تیرا
نقشہ کبھی نہ دیکھا ہم نے جمال تیرا
یہ کارخانہ سارا ہے لازوال تیرا
سکتے میں پڑ گئے ہیں سن کر کمال تیرا
کیا ہم کریں گے مشکل ہے سوال تیرا
سمجھے ہوئے ہیں دل میں سب کچھ سوال تیرا
افضل جہاں میں سب سے ہے شیریں مقال تیرا

مرشد سے سیکھ ملنے کا گوکہ مسئلہ تو
بیشک ہے یوں تو ملنا مطلق محال تیرا

دیگر

شامل حال ہے ہر اک کے عنایت تیری
بندہ پرور ہے تو ہی سب پہ ہے رحمت تیری

سب سے تسلیم ہوئی حشمت و شوکت تیری
جا گزیں دل میں ہو ہر ایک کے عزت تیری

تو ازل ہی سے ہے نوازندۂ اہل عالم
تا ابد سب پہ رہیگی یہ رعایت تیری

پیاری صورت کو عطا رنگ و نزاکت بخشی
شاہدان چمن و باغ میں نگہت تیری

آدمی خاک سے پانی سے ہوں گو پیدا
وجہ حیرانی و حیرت ہے یہی صنعت تیری

چشم ظاہر کے نظارے سے ہو پرے ہو گرچہ
دل میں پنہاں ہو وہ ہیئت و صورت تیری

فضل اگلا ہے میں بشیہ میں قضا کی طاقت
کیا زبردست ہے اللہ رے قدرت تیری

ایک ہی دخل شراکت کو نہیں کچھ تجھ سے
تیری قدرت ہے نرالی ہے میں وحدت تیری

نیک سے بد کی ہے خبر تجھکو علیم کل ہے
قابل غور نہ ہو پھر بھی ذہانت تیری

گردش چرخ کہن اسکو ستاتی ہی نہیں
جسکو تو تیری لگی جسکو ہے الفت تیری

مالک ہر دو جہاں قابض املاک جہاں
ملجا ہے مکاں تیرے ہیں دولت تیری

حور و جنات و ملائک پہ ادھر شفقت گر
آل آدم پہ ادھر لاکھ عنایت تیری

مہر میں نور ترا مہ میں ضیا تیری ہے
ذرے ذرے سے عیاں صنعت و حکمت تیری

دشت پرخار میں پیدا ہیں بن گل کیا کیا
رنگ لاتی ہے یہ نیرنگی قدرت تیری

فرش مخمل کیطرح سبزۂ خوابیدہ ہے
ہے غضب ڈھاتی دلوں پر یہ نزاکت تیری

کس کو معلوم ہے دنیا میں خدائی قادر
کیا بدیعت ہے تری کیا ہے نہایت تیری

لوگ خاموش ہو بس شور مچاتے ہو کیا
دیکھ لی ہم نے میاں ساری بلاغت تیری

فصل ہشتم

دربیانِ مدح سری کرشن جی مہاراج

آریا جاتی کا مشفق مہرباں تو ہی تو تھا
اے کرشنا سندھ جاتی عیاں تو ہی تو تھا

جنم لیکر خانۂ وسدیو کے حامی ہے
نند کے گھر کا دلارا مہرباں تو ہی تو تھا

پُر تکبر سرو کنسِ ظالم و بے رحم کا
خاک چور کر کے دکھانے کا گماں تو ہی تو تھا

جس نے مارا خلق کو بیداد و ظلم و جور سے
اُس کی بربادی کا عالم سے بیاں تو ہی تو تھا

حق کو چھینا باپ کے تھا حق کے بدلے سر دیا
حق کو حق ناحق کو ناحق کا نشاں تو ہی تو تھا

اپنی آزادی رعایا سب تھی کھو بیٹھی مگر
پاس آزادی بچا لانے کی جان تو ہی تو تھا

کیرؤوں نے پلنڈوں کے ساتھ کیا کیا کچھ کیا

یارِ مظلوماں اے ربِ دو جہاں توہی تو تھا
ظالموں سے یدھ کر حقدار کو حق دے دیا
حق کی جے ناحق کی چھے مظہرِ لناں توہی تو تھا
خلق پر جور و ستم ظلم و جفائیں جب ہوئے
نرمتا شاجن سے آنیکا نشاں توہی تو تھا
موہنی مورت دکھا فرصت کا کیسا ذکر ہے
یارِ حامی شر دوسے جانِ جہاں توہی تو تھا
ظلم مظلوموں پہ تھا جو اُن کا تماشک کون تھا
باعث خوشنودی قلب تپاں توہی تو تھا

مدح تیری کر سکے کیا بے نوا ناچیز یہ
یوگ سے منہ میں مگر نطقِ زباں توہی تو تھا

دیگر

ہو جنم اشٹمی کرشن کا دن مبارک
مبارک مبارک بیاں ہو رہا ہے
خوشی سے نہیں آج پھولے سماتے
جلوس شہ دو زماں ہو رہا ہے
مبارک مبارک مبارک مبارک
کہ کافور ظلم شہاں ہو رہا ہے

ہیں مسند نشیں جو تھے کل جنگلوں میں
پر از خوں سریر کیرواں ہو رہا ہے
تھے دشمن زمانے میں آزادگی کے
یہ سر جن کا آزاد جاں ہو رہا ہے
وہ پیدا ہوا کنس کا منج ناشک
ہر اک برج خواں بیگماں ہو رہا ہے
دروپد دلاری کی عصمت بچائی
مددگار بیچارگاں ہو رہا ہے
کہیں پوتنا جان بیچو پڑی ہے
کہیں شیر زہر نہاں ہو رہا ہے
بھروسہ کریں اور کس پر کہ ہر جا
ترا ہی تو جلوہ عیاں ہو رہا ہے
ہیں گویندۂ المدد کرشن سارے
مدد المدد ور زباں ہو رہا ہے
پہنچ جلد رنج و الم سب مٹا دے
نہاں مہرباں تو کہاں ہو رہا ہے

ترا یوگ طالب ترے دید کا ہے
دم نزع تجھ پر گماں ہو رہا ہے

دیگر

رخ الونہ میں کرشنا دکھلانا ہی مناسب ہے
بر وئے چشم دل تشریف لانا ہی مناسب ہے
جدا ہیں قربِ حق سے مسئلہ وحدت کا بھولے ہیں
سبق توحید کا ہمکو پڑھانا ہی مناسب ہے
سنایا جو دوارپہ میں بنا مشتاق ہمکو بھی
سنئے وحدت کا نغمہ اب سنانا ہی مناسب ہے
نگاہ مست دکھلا کے ارے او بانسلی والے
دل مفتوں کو بسمل سا بنانا ہی مناسب ہے
نہیں گر قتل کرسکتا تن بسمل میں دم کیا ہے
ذرا اتڑ میں شیاچرکا لگانا ہی مناسب ہے

شراب شوق دیدار میں مست خودی ہو کیا
حباب یوگ کو صورت دکھانا ہی مناسب ہے

دیگر

اے کرشن دلربائے معرفت
نازنینِ جانفزائے معرفت
گلشن رشک جنانِ ہند میں

بلبلِ نغمہ سرائے معرفت
ہے سراسر ہیچ خدائے پاک سے
قطعہ کی تجھ پیر قبائے معرفت
آپ کو کہدیں سراسر ہے بجا
گر سزاوارِ خدائے معرفت
گلشن عالم میں محبوب خدا
بندھ گئی تجھ سے ہوائے معرفت
خانۂ وحدت صفت میں تھا تو ہی
شمع افروز ضیائے معرفت
گر کوئی اُترا تو اُترا کر شن تھا
میہماں اندر سرائے معرفت
زندۂ جاوید ہے نام اُنکو
پی لیا آبِ لقائے معرفت
دو جہاں کا بھی تو تھا فرماں روا
تھا اگرچہ تو گدائے معرفت
والا و شیدا زمانہ ہو گیا
سن کے تیری اک صدائے معرفت
بول اُٹھے معرفت کے غمگسار
کب ہوئی ایسی صلائے معرفت

گر پڑے دیوار کیوں دیکھا ہے جب
کوشش سے نے سنگِ بنائے معرفت

سر کیا سجدہ میں تیرے سامنے
سب نے آ جو تھے فدائے معرفت

کوشش سا پیدا ہوا پتلے نہ ہو
ایک کھتا زا یلی پاسے معرفت

ایک ہے واحد ہے یہ تلقین کی
مرحبا اے شہر ہائے معرفت

کر دئے آزاد تو نے سب کے سب
قیدی دام ہوائے معرفت

غیر با دست اک عالم کیا
یوں پلائے جرعہ ہائے معرفت

معدنِ علم و عمل روشن کیا
تو نے در بے بہائے معرفت

گلشنِ عالم میں جب رکھا قدم
کھل پڑی ہر سو صبائے معرفت

در سفر حجر و بہ ہم معاش
ساتھ تھا سازِ نوائے معرفت

چھوڑ گیسا حق سے پیوستہ ہوئے

یادگار رہے ہمراہے معرفت
مشکلات قرب حق آسان گئیں
عقدۂ مشکل کشائے معرفت
گو تڑپتا ہی رہا اُف تک نہ کی
بسملِ ناز و ادائے معرفت
غنچۂ سربستۂ توحید کو
کھل گیا چلتے صبائے معرفت
ماسوائے خانۂ دل تیرے بتا
کون تھا حاجت روائے معرفت
زیبِ رخ گلگونۂ توحید تھا
زیبِ دست و پا حنائے معرفت
تیرے جانے سے گئے عالم میں سب
بخشش و جود و عطائے معرفت
ڈوبتے لاکھوں بچائے آپ نے
اے کرشنِ ناخدائے معرفت
خضر صورت دشت گمراہی میں تھا
راہبر اے رہنمائے معرفت
اک سخن میں بلکہ اک اک حرف میں
ختم ہے بس انتہائے معرفت

ہو گیا جب حسرت کا دخل

کھول جیب دست حسرت

اتنے ہے مست کر بیٹھ [illegible]

یوں ہوا آپ [illegible]

دیگر

کر رہے ہیں ایک جہاں حافظِ ایمان اپنا

شب و روز و غم و رنج [illegible] ان اپنا

دیکھ کی جلوہ [illegible] جنوں سے [illegible]

کس کی [illegible] ہوا چاک گریباں اپنا

سایہ لطف سے [illegible] جان و دو عالم تیرے

مثل گلشن ہے بنا خانۂ احزان اپنا

اے [illegible] کی [illegible]

کس جگہ جلوہ نما ہے [illegible] اپنا

[illegible] ہو لی [illegible]

[illegible] ہے خضر بیابان اپنا

تیری [illegible] ٹوٹے ہیں مصیبت کے پہاڑ

دشمن جان ہے ہر گبر و مسلمان اپنا

آپ رحمت کی سوا آپ کے اور کس سے ہے

تو ہی مختار ہے اور تو ہی نگہبان اپنا

کوچۂ جاناں میں ہی لوگ کو رہنے کی طلب
شید پھر کیوں ہے گلشن رضوان اپنا

دیگر

تم کہاں کرشن جو بنسی کے بجانے والے
راگ وحدت کا وہ پھر سے سنانیوالے
تجھ سا عالم میں نہ پھر آیا کوئی مرد خدا
گو رہے آکے یہاں اور بھی آنے والے
کام کر نکلیں گے آتے ہو تو آؤ جلدی
خلق پر تیغ ستم اپنے چلانے والے
پھر پلا ساغر وحدت کا رندوں کو
ایک وہ گھونٹ سے بد مست بنانیوالے
اب نظر آتے نہیں کوئی خلق سے
اٹھ گئے آنکھ سے پردہ وہ اٹھانے والے
سب کے سب پھر ہیں وہ افراط نفرت و غصہ
آئے بہانے کے ہیں غم سے بھرانیوالے
چھپ گئے پہلے پہاڑ ہیں کہاں وہ اے اللہ
نام حضرت پہ جو تھے خون بہانے والے

یوں تو ہمیشہ سے آفت سے اے عشق
حضرتِ مرگ ہیں بابا اب تو تجھے طلب ہے

دیگر اشعار

زباں پہ میری کرشن کی گفتگو ہے
ملوں اُن سے ہر دم یہی جستجو ہے
فقط چشمِ ظاہر کی کچھ آرزو ہے
وگرنہ تصور میں ہر دو بدو ہے
پلا ساقیا فکرِ کل کی ہو کل پہ
اسد کا کہاں ساغرِ مشکبو ہے
اوم شانتی شانتی

دیگر

عزیز از دل و جاں ہے میرا کنہیا
مرے دل کا مالک خدارا کنہیا
تو گر کہیں جانِ عالم اکیلے
کروں رازِ دل آشکارا کنہیا
نظر سے نہاں پر تصور میں پھرتا
وہ پیاری سی صورت وہ پیارا کنہیا

ہوں پھرتا شبِ روز کیسا تڑپتا
ترے ہجر میں ہیں بیچارا کنھیا
خورش غم ہے پینے کو خونِ جگر ہے
جدائی میں یوں ہے گذارا کنھیا
فقط بیقراری ہے سیماب صورت
ہے بے طرح پارا پارا کنھیا
سرورِ دلِ غمزدہ کا ہے باعث
اور آنکھوں کا میری ستارا کنھیا
لکھوں لاکھ میں برملا عین دل سے
ہمارا ہمارا ہمارا کنھیا
مرے گھر میں آئے سچ بتانا
زباں کو رٹا ہے تمہارا کنھیا
ذرا کچھ تو فرمایئگا زباں سے
تمہیں مجھ سے کیوں ہو کنارا کنھیا
نہ موسے ہوں گر جاؤں گا منہ دکھلاؤ
نظر بھر کروں گا نظارا کنھیا
جنوں ہے کہ مجنوں صفت پھر رہا ہوں
ادھر سے اُدھر مارا مارا کنھیا
ہوں ان سب نے زور پر آس باندھے ہوئے ہوں

کرم کا تیرے سبھی نے شکریہ کیا
تمہاری شان کے شایاں جو تھی سو
سوا اس کے کیا دیدار کیا

زہے جان و دل ایک صدقہ اسیر
دل آرا بنے جب خدا رہنما

راقم

نظم بتقریب بازگشت صحرا شہری راجہ چندی مہاراج

تمام شہر محو تمنائے یار بیٹھے ہیں
بڑا آپ کے لئے انتظار بیٹھے ہیں
سہے ہیں سوچ کر آئے ہمیں ملے ہیں اب تک
بہت برادرِ دل و جاں نثار بیٹھے ہیں
نصیبِ وصل نہ ہے تمہیں سے آج ہوئے ہم
نہیں تو سر کو ملائے زوار بیٹھے ہیں
ہر ایک سینے میں ہے خلش بڑی جاتی
تمام لے کے دلِ بیقرار بیٹھے ہیں
وفورِ جوش محبت سے سارے مرد و زن

خوشی سے آنکھوں سے نکلے اشک پیہم جو
برائے دیدن نظارۂ روئے حبیب
ہوا ہے سب یہ جو ہجوم و ازدحام تشنگی
وسائل کی لیے جستجوئے شوق لب سبیل دوڑ
تمام شہر کی [illegible]
ابھی تلک نہیں آئے [illegible]
[illegible]

جو دیکھے آنکھ اٹھا کر وہاں تو پھر
ذرا سی دیر [illegible]

ہوئے ہیں شاد وہ ناشاد دل جو یہاں آئے
بلطف و خرم و شادان ہیں جو تمام آئے
بصد مسرت چوم لئے پاؤں ہیں پڑ جاتے قدم
کہاں کہیے جو کچھ کہ وہ تمام آئے
تمام مجمع نظارگی سے بڑھ بڑھ کر
قدم لئے اٹھی وہ ہیں کہ خوش خرام آئے
بلا میں لینے کو تینوں ہیں اس طرح دوڑیں
شدید تشنگی جیسے تشنہ کام آئے
قدم ہیں رکے ملتے ہیں [illegible] پاؤں سے
نظر کی [illegible] احمد عزوجل [illegible] آئے

گلے لگ کے ہیں ملتے ہر اک سے رام لچھمن
خوشی کے ہیں اشک یہ آنکھوں سے بے پیام آئے

ہر ایک شاد ہے شہر ہے آج اجودھیا میں
نہ کیوں ہو چودہ برس بعد شاد کام آ کے

جو رنگ چہرۂ وقت سحر ہے نشتی کا
کمی سے نہیں ہے جو شاد ہے اودھ کا تمام آ کے

جو گذرے ظلم پہ ستم عدو سے دو شانکو
تھے اکیلے کی بیکسی ہو گئے ہیں سب کے ہیں کام آ کے

ہوئے وہ دوش ملے بس پہ شکل راشا کی
پڑا ہے قافلہ پریشانیاں ہیں بھر کام آ کے

تو آدھا دوش کا حق اور تیرا عجب ہے
اے جوگ تیری زباں پہ جو نام ہے رام آ کے

جسم رب کا تو قاتل سنے گا کون غزل
یہاں تو قاتل ہے جسم میں تمام آ کے

ہری کٹی یاں سے کٹی آتش کھائی دل کی
چمک اٹھی آج ہوئی آتش پریشانی کی

بھجن گرو نانک دیو جی

آج مدرنگ دینا کے بیان کو	سری کرشن خاص ستیا یار کو

بے بہرہ مضموں سے بالکل — قسمت فرصت میں بیاں ہے
سن تو غور سے جو لکھا ہے — مظہر نعمت کا نشان ہے
یا وصیب سب ہے جو کہ — کاشف اسرار غیب سب ہے
ساغر وحدت کا متوالا — قالب بیکرنگی کا بیاں سب ہے
مضمون حرکت کعبہ کا غلط — زہرہ زہرہ کا فقط سب ہے
تاج شہی سے غیر حقیقت — شوکت ہا سے فقر جب ہے
نور جمال نور خدا کو — دیکھ صحیح [illegible] سب ہے
نام کے پیچھے نا جو لگا ہے — منکشف سچی الست ہے
انکا ہے معشوق اک کو بتانا — بیشکن قربت سب ہے
دیریں کیا کیا ہے کعبے میں — جو کچھ ہے سو ملیں بیان ہے
شعلہ وحدت یوں بھڑکایا — شوق و ہندو قسمت ہے
سدی خدائی بلکہ جدائی — مشتی نانک پر قربان ہے
مسئلہ برزخ کا [illegible] کیا — ہادی جبکہ راہ نشان ہے
کلمہ کفر سمجھے کیوں ہو — میرا بیان بالکل شایاں ہے
لکھا سنایا جو کچھ اس نے — بیشک الیشور کا فرمان ہے
ہاں گر واس سے سنا ہر آ کر — نغمہ وحدت کی جو زبان ہے
گھس گیا ہے ضد کا سر اب — تری وحدت کا چرچہ بیان ہے

کیونکہ تو ستی میں یوگی ہوں
تو جوگی بھا میں بھوگی ہوں

فصل نہم

در مدح سوامی دیانند سرسوتی مہاراج

اچھا کبھی ہو وے نگاہ بہار دیانند
جبتک کہ نہ ہو صورت دیدار دیانند

بیتے ہیں سب جہ ہر اک نقطہ کو سنکر
ہیں پیش نظر جوہر تلوار دیانند

ممکن نہ رسائی ہے پہنچی عقل پہ چھپے
وحدت کے ہیں پر نکتہ اسرار دیانند

کہتا تھا خدا خلق سے یوں ہو کے نبی جب
جنت میں فقط آئیگا غمخوار دیانند

احسان ہے کیا جیسے ہی کبھی ہوئے ہمدم
گردن پہ اک عالم کی پڑا بار دیانند

سو بار ہوں موسی تو غش طور سے پڑ کر
گر دیکھ لے اکبار بھی انوار دیانند

محبوب ہے او دیکھ کے ہے لوگ بھی بیخود
اب کافر دیں کرتا ہے اقرار دیانند

دیگر

روشن ہے جو اتنا یہ فلک نام دیانند
وحدت کا سماں باندھ بتاتا کام دیانند

ساقی تھا وہ بیخود ہے کیا اسی جہاں کو
سرشار ہوا جس نے پیا جام دیانند

بھاگیگا کہاں خانہ وحدت کا نظر بند
پھیلا ہوا عالم میں ہے جب دام دیانند

ہر بات ادق ذہن رسا پا نہیں سکتا
ہے عرش بریں سے بھی علا بام دیانند

جو نام کے عاشق ہیں وہ جنگل سے پڑے ہیں
بے دیں کیلئے تیغ ہے صمصام دیانند

جنت سے نکالا سو ہے دوزخ میں گرایا
کیا پیش خدا عزت نا کام دیانند

مکشوف ہر اک قول ہے احکام خدا کا | ایمائے خدا جان لو الہام دیانند
محبوب خدا نے جو لکھے امت میں ملے ہیں | یہ پوک ہے حضرت بھی ہو دے رام دیانند

دیگر

نہ پہونچا کوئی بر خیال دیانند | کہ مشکل سے پڑھ ہر سوال دیانند
بنے جائے ظلمت جہاں ایکدم میں | منور نہ ہو گر جمال دیانند
فرشتوں کو غش آگئی سنتے سنتے | سنایا کسی نے جو حال دیانند
ہو مشتاق دیناب بولا خدا یہ | دکھا دو مجھے اب جمال دیانند
سنو آریاؤ عمل سے گرے ہو | تمہی تو ہے ہمپر ملال دیانند
خدا اہل عالم سے یہ کہہ رہا تھا | مرا قول ہر ایک قال دیانند
تمنا ہو گر لکھوں پوک انکی | کہیں سے جو ملجائے حال دیانند

دیگر

مجھے جنت کا دکھلادو نظارا یا رشی سوامی
ہوں بندہ میں دل و جاں سے تمہارا یا رشی سوامی

گناہوں سے بچا نیکو جہاں میں آن کر تم نے
کیا ستر نہاں کو آشکارا یا رشی سوامی

تمہارا جبر تمہارے ادرلس کا ہے ہمیں یاں پر
دھیان رکھنا وہاں سے بھی ہمارا یا رشی سوامی

فرشتے اور پیغمبر جھکاتے ہیں تجھے سب سر
نہ ہو کیوں تو خدا کا بھی پیارا یا رشی سوامی

تن خاکی کو چھوڑ دل جب دم آخر نکلنا ہو
زباں پر نام ہو میری تمہارا پارشی سوامی

ترقی دل پہ زخموں کی ترقی فرقت میں یوں ہووے
گل صد برگ بنجاوے ہمارا پارشی سوامی

نہ حاصل ہو قدم بوسی پڑا اس کوں خدا تم سے
دل مضطر نہیں کرتا گوارا پارشی سوامی

خدا کے واسطے کچھ ترس کھاؤ لوگ عاجز پر
دیا ہے نام پر کہتے تمہارا پارشی سوامی

دیگر

ہے افضل ہمارا دیانند سوامی
کہ پیارے کا پیارا دیانند سوامی

خدا روز محشر کہیگا بلاؤ
کہاں ہے ہمارا دیانند سوامی

گناہوں پہ پردہ مرے ڈالدینا
ترا ہے سہارا دیانند سوامی

ثمر تمکو اعمال کا واں ملے گا
تھا کہتا ہمارا دیانند سوامی

جسے چاہے جنت میں لیجائے بولا
خدا ہے ہمارا دیانند سوامی

[illegible]
کسے ہے یہ پیارا دیانند سوامی

[illegible] کو
کیا آنکھ کا تارا دیانند سوامی

[illegible] ایک [illegible]
دکھایا نظارا دیانند سوامی

[illegible] لوگ مرتے
وہی [illegible] ہمارا دیانند سوامی

دیگر

دیانند سا جہاں میں کب کوئی دلدار پیدا ہو
نہ دیکھے حسن والا ہو نہ ویسا یار پیدا ہو

مریض وحدت خالق تھا اب ممکن نہیں ویسا
جناب عشق میں بار دگر بیمار پیدا ہو

رکھے الفت کنچائے دل میں بس یاد کی الفت
ترے نکتہ پہ منکر کو اگر انکار پیدا ہو

شکستہ شیشۂ دل جوڑ کر دکھلا دے تو لیے
نہ شیشہ گر کوئی تجھسا نہ پھر معمار پیدا ہو

غریبوں مفلسوں حاجت دردل کا تجھسا عالم میں
نہ ہمدم نہ ہمدردے غمخوار پیدا ہو

ہٹا کر راہ دوزخ سے رہ جنت میں لے چھوڑا
مقرر ہے ایک عالم پھر کسے انکار پیدا ہو

ترا اعجاز موسیٰ دیکھ کے سو بار غش کھائے
یہاں پر نور پیدا ہو وہاں پر نار پیدا ہو

دل حسرت زدہ کے لوگ پھر ارمان پوری ہوں
کبھی ہے اک دفعہ گر آپ کا دیدار پیدا ہو

دیگر

دیانند سے ہم [illegible] زدہ کو گر [illegible] دیا
زخم تجلی دید پھر دم جام مستی پلا دیا

یہ بیاں میں سحر قرار تھا یہ قسم میں جادو نگار تھا
یہ تھی احتیاج یہاں تک تھا مجھو خیال یک
بیکھا اپنا سمجھ لیا ابھی لقا ہے شافع محشر کی
مجھے ذات قدرت کاملہ کی کیا بلیغ تھا وہ عطا
وہ بیان وہ تیرے سنگے مجھے وہ دلیل بھی وہ خیال ہو
نفس کی آمد شد میں ہی یاد ان ہی بھرے
مجھے خدا نے قہر میں مبتلا کئے قریب و بعید گئے
لے ہو کر رحمت حق سے اثر دینا یہ لگن ہی

کہیں گم کیا کہ ستا دیا کہیں بلبلوں کو رلا دیا
کہ ورق کی صحبو مر کر سیر نقش دوئی مٹا دیا
جو سنا خدا کہ تھا اپنے وہ تمام ہم کو سنا دیا
جسے دیکھ عقل بہ بیتاب ہے وہ بیاں ہر کو ہے جھکا دیا
کوئی یار محقق کہ تھا کہ وہ انہیں ابھی کہا دیا
یہ لگا دی آگ کہ برہنہ کیا کہ سقر کو دفتر کو جلا دیا
ہو کے آپ فنا خدا ابھی شہ بتوں کو بچا دیا
ترے قال و فاد شہ کا دل غیر شید بنا دیا

دیگر

اے دل صورت ہمہ دانی
در پئے مستی سوائی کردں
شعر ہر اک ہو یوں فصیح و بلیغ
نگ غیر ہمہ نفرت سے
مار لئے تجھے سمجھ کے پست ہیں
مبتلائے غم و الم ہم کھے
ہمہ رو باد کا تصور اور
شیدا ہیں لا یعقلی سے تجھے
جیسے بہار تھے کہ گلا سارے
تجھے رو و شن ہو گئے سب کے
تنگ آ گئے یاں تک ہم سے تجھے
دست بدعا بر آئے مرشد کے
د فتنہ قبلہ دیا سنکر

اٹھ ذرا کر مدد میری جانی
روئے قرطاس پہ قلم رانی
منھ میں شعر اک کے آئے بھر پانی
جب تجھی پڑ گئی شبہ ستمرانی
لاف بیہودہ ہمہ دانی
تجھے گرفتار قہر ربانی
آپ شیر نر نیستانی
یا سبان تجھے یہ جہل ندانی
نا زلف سیہ ساز بزدانی
تو بہ شہ بر کا تقاضائی
نہ انسب لطف نفس سبحانی
سب تجھے مشتاق بیر عینی
ہوئے آمد آکیسا بانی

۳ حالتِ قوم دیکھ ملت تھا | کفِ حیرت بصد پشیمانی
طیش میں آکے سرخرو ہو کر | بول اُٹھے غضب ہے یہ بانی
اے نفاق و حسد چلے جاؤ | دور ہو جا تو جہل و نادانی
راہِ باطل کو آریہ چھوڑ دو | راہِ حق پر کرو قدم رانی
نقشِ موہوم لوحِ دل سے تم | بس مٹا دو ہے حکم ربانی
جوش میں آ یہ کہہ کے ہمرہ لی | علم و شوکت کی فوج لاثانی
شہر سنجت ہے مذاہب کے | لوگ سُنتے تھے اسکو دیوبانی
سب تھے وید و شنید کو موجود | عربی فارسی و عبرانی
قیل و قالِ زرتشتی کو سنکر کے | غرقِ شرم سے ہوئے پانی
خوف کے مارے شلِ بت چپ تھے | لاکھ ہستان و لاکھ فانی
عقل و فضل نے قدم چومے | علم پاؤں پڑا یہ حیرانی
دل سے شیدائی ہو گئے سارے | خوبیِ حسن دیکھ کنعانی
تھی نہ بالکل دلِ سوامی میں | خواہشِ عیش و شوقِ نفسانی
ختمِ وحدت میں دیکھکر لقمان | بھول بیٹھا تھا اپنی لقمانی
کہہ دیا ہند سے گئے ہیں سب | کر گئے ثابت علوم یونانی
مت کرو دعویٰ فضیلت بس | سنگ ہو تم یہ جو سر بانی
ہیئت و ہندسہ و حکمت کے | بالشبہ آریہ ہیں بانی
اب تو فخر سے بات کرتا ہے | ہو گئے شہر جہات جیسا بانی
کونسی ہے کتاب الہامی | وید حق ہیں کلام حقانی

ملت عبرد ہکیاں سنکر — ڈر گئی یاد آگئی نانی
سامنے چپ ہوئی دے دل میں — ہائے سمجھے ہیں دشمن جانی
راجپوتانہ میں رشی جب تھے — فاحشہ اک تھی راجہ کی رانی
باز راجہ کو اس سے جب کہا — اور کہا ہے یہ کار نادانی
تو کر راجہ سے غیظ میں آکر — زہر دی اُف بے جفا رانی
اپنا بیڑا اڈبو دیا اس نے — اس سے سمجھے وہ ذات سبحانی
چنچنے رستے ہم جب دیکھا — تب تو فرمایا یہ شادانی
جان من جی کو مت کرو میلا — ہے رضائے خدا لے لا ثانی
چارہ کیا جز شکیب و صبر کے ہے — کیوں بہاتی ہو آنکھوں سے پانی
میری خواہش تمام تم کرنا — اس طرح کہ ہو خون اور پانی
خوش رہونگا میں اس طرح تم سے — یہ سخن میرا وجہ شادانی
دور ظلمت کو نور پھیلا دو — تم سے آرین ہوں نورانی
ہوگیا کہکے بس روانہ یہ — وہ جو ہے محفل شبانی
ہوگئے داغ جگر دکھلا دل کیا — کون ہو مرہم نگہبانی
چپ ہو لوگ مت کرو نوحہ — صورت مردم خموشانی

دیگر

باقی جو جہالت ہے مٹا جائے دیانند — عالم میں اگر اک دفعہ پھر آئے دیانند
معدوم کریں دم میں ستمگار عدو کو — حالت یہ ہماری جو خبر پائے دیانند
مضطر ہو خدا بول اٹھے جلد بلاؤ — لے پوچھ کہیں گا ہے چلا جائے دیانند

جنت میں تمدن ہو میں سچ ہی اگر کچھ — عاصی کیلئے یونہی سا فرمائے دیانند
ہے یوگ کی ہر دم یہ دعا یا مرے اللہ — کہتا رہوں فرقت میں یہی ہائے دیانند

دیگر

رہ قلت کے خضر راہبر جو یہ مرسلا ہوتا — دیانند کے عالم میں اگر خود رہنما ہوتا
طریق نیک سکھا کے بدلی ہر شئے ظالم — کوئی قربانی جان کرتا کوئی دل سے فدا ہوتا
نہ بنتے اسقدر ظالم ستمگر بیوفا کافر — ذرا بھی یاد صفا کوں کو گر روز جزا ہوتا
جفا والی چلتی وہ نہ ہرگز ہاں قسم سیلو — دلوں میں کافر کے گر ذرا خوف خدا ہوتا
ہمیں اگر دم میں عیسائی تسلیم کر جاتے — نہ سوامی جو آڑے وقت آگے اپنا پیشوا ہوتا
سوامی شنکر کا کلیگ میں تھا قسم اسپہ زہ نیک — غنیمت جانتے اسکو سیانے تو کیا ہوتا
کوئی تھا ہر میں ایسا بتاؤ تو ہی جو دل — ہمارا حامی و ہمدم دم سچ و بلا ہوتا
نہ شرف ندوز بھوتی سند میں گر سوامی ہوتا — بکھر کر روضہ رضوان تھا اب تم سے ہوتا
نہ اس قابل ہو کوئی سنہ لیو پہلی کرے کہ تم سے — ہر اتھا زندگی کا بھی تہیں کھٹکا لگا ہوتا
صدا ہے ہوش کی پھونکیں ماری گردہ کانوں میں — تمہارا آہ نالہ بھی ابھی سب نارسا ہوتا
بزرگوں کی ثنا خوانی نہ کرتا یوگ بجز دگر — برہمن ہو کے پھر کیوں منکر ہمارا پیشوا ہوتا

دیگر

دیانند کے سخن کا گر پاسدار ہوتا — میں روز حشر اتنا کیوں شرمسار ہوتا
پیشر سے ہوتا کا کرتا وفا کا سمرن — اور شوق دید سوامی میں بیقرار ہوتا
آنکھوں میں نور آتا دل میں سرور آتا — تم سے جو اسکے میں کچھ بادہ خوار ہوتا
آخر میں کیا ملا ن تھا وہ سوامی کی یاسوا یار — گردن پہ جسکی تنہا وحدت کا بار ہوتا

اٹھ آپ بنا عشق دو دُنی سٹاکر ‏ ‏ ہاں بند عنصری سے یوں سنگا بند

دیگر

ہیں مخزن اسرار مقالات دیانند ‏ ‏ توحید کے عقدے کی ہیں خیالات دیانند
وحدت کا پرستار تھا وحدت کا تھا بندہ ‏ ‏ معلوم تھے اُسے سب حالات دیانند
خورشید کی مانند تو روشن ہے جہاں میں ‏ ‏ مخفی ہیں یہاں بول کمالات دیانند
بندہ ہوں طلبگار ہوں شیدا ہوں میں اُسکا ‏ ‏ محروم رہوں کیوں سے ملاقات دیانند

فرد

ہے کافر ہوگا یا مومن یہ صاحب ‏ ‏ مگر شیدا ہے ایمان دیانند

فصل دہم

بھارت

سرزمین ہند تجھکو آفریں صد آفریں ‏ ‏ کیسے کیسے خانۂ ہستی میں تھے تیرے مکیں
گلشن بیخار تو تھا لالہ و گل یاسمیں ‏ ‏ عطر آگیں کر رہے تھے اور تھے سرو چمیں
قامت بالا کی خاطر باعث رشک و حسد

تیرے گلشن میں رہی تھی چل ہوائے خوشگوار ‏ ‏ عندلیب پاسباں نغمہ سرا دانش خمار
محو ہیں وحدت خالق تھے یہ بھی ہوشیار ‏ ‏ نخل تازہ تھے ترے ہر پھول پھل سے شاندار
دلکو دیتے راہ تھی قلب سے بے رد و کد

آگئے تھے غیر تجھکو کان دولت جان کر ‏ ‏ لشکر بھیجا چڑھ آئے جی میں یہ ٹھانکر

ماں دکھی یا مر گئے ہائے بھارت کان کر | تیری ہی ہمت نے سلایا انکو لمبی تان کر

جس طرح قاصد کو آئی نیند کھلوا کر فصد

تیرے آگے دم تھا کسکو مادر مشفق بنتا | یاد مالک کر رہی تھی شغل تھا یہ ہی ترا
آل ہے اور مال ہے وہ اماں ترا تھا پر سدا | آبیاسا طفل تیری گود میں تھا کھیلتا

غیر کا خطرہ نہ تھی دشمن کو بھی یارائے زد

تیرے بیٹے تھے سدا عزت کے تیری پاسباں | آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی تاب کو کیا گماں
پاک عصمت غیر پیا کاشف تھا یہ سر نہاں | تو ہی رشک دو جہاں جنت نشان جنت مکاں

پاک تھی جھگڑوں سے بھارت ہائے تیری حد

ہند داں بچہ بچہ تھا ترا ہندوستاں | جوتش و علم رمل میں تھے وہ یکتائے زماں
تھے محاسب حرمت حق سے جلی خورد و کلاں | بیغرض تھا شغل مہر و ماہ و گردش بیکراں

گلشن عالم میں تھے وہ سرو بالائے قد

عزم الفت ہو گیا اب غیر سے اے ماں ترا | کس طرح یکلخت بدلی تیری خصلت تیری خو
بھیم و ارجن بھیشم و لچھمن سے ساری جنگ جو | کس طرح گودی سے انکو پھینکتی تب آج تو

رام و کرشن و اسوتھاما کس جگہ میں ہے مدد

دور تجھ سے تھا ہر اک منفر کذب و ریا | ظلم سے حرص و ہوا سے ہر فنی سے پاک تھا
بندۂ رحم و صفا تھی راستی تھی بر ملا | کوئی ساماں تھا دکھاوے کا نہ مکاری کا تھا

ڈھانپتا تھا عرف کو کوئی نہ از پوشش نمد

آل تجھ سے کاشف کیا تیری ہر اک سر نہاں | باعث خورشید چرخ و ماہتاب کہکشاں
گردش فلک کا عقل سے تقسیم ہر دور و زماں | جہل کی تاریکی کی دریا میں تھے غرقاب جہاں

وہ بنے سرورِ شرابِ دانش و عقل و خرد

تیرے حالِ زار پر آیا ہر دوئے زار زار
جیسے حالت تری کی اس پہ ہو اشکبار

ایک ہندوستان جو تجھ پہ حسین پروردگار
آگیا ملکر کے راہ دور ہو کر غمگسار

حالتِ بدحال میں آکر ہماری کی مدد

لوگ حالِ قوم کو دیکھ کے بیزار ہو
اے کرشن و رام آؤ اور سب یار ہو

کچھ علاج دردِ غم ہو مہربان تیمار ہو
آپ پر ہی ہے سہارا کیوں ہو غمخوار ہو

آل پہ تجھ رحم کھاؤ ہو اگر تم آب و جد

دیگر

ہند جیسا ایک تھا پھولا پھلا گلزار تھا
بوئے گلہائے وفا سے ہر مہک بیچار تھا

بندۂ رحم و صفا و راستی تھے سب
مرض کفر و غضب کا اک یہاں بیمار تھا

علم کی بہبودی سے قابل یکتا تھی وہ
ہر کوئی مجموعۂ خوبی تھا نیک اطوار تھا

عقل کے گوڈے تھے جو ہمیں سبھی کو عبرت ناک
نفس کی تابع نہ ہو کوئی ذلیل و خوار تھا

عبرت کون مکاں ہمیں پاتی شک تھی کیا
شہر میں ہندو میں جب رام سا دلدار تھا

آج وہ چاہ ذلالت میں پڑا ڈوبا ہی ملک
بے بہا جو بھی عالم کا اک سردار تھا

کانپتا تھا اک جہاں ہیبت سے جسکا ہند میں
چشم دردن دیدہ شہرا اور کرشن سردار تھا

قولِ عہد و دوستی پورا تو کرنا در کنار
در پئے جان آج ہر جو حامی و غمخوار تھا

علم سے بہرہ وری ہی تھی نہ بلکہ ہر دماغ
دفتر مشہور ہی معلوم کا طومار تھا

شاد و باغی بیچ سے شادی کی تھی ہر اک طرف
کوئی تھا گریاں نہ غم سے کوئی بیزار تھا

شانِ قدرت بدیں جہاں ہندوستان تھا بمثل
سایۂ طوبیٰ صفت پر سایۂ دیوار تھا

مثلِ ماہِ عمر نہ تھی بل خرم فرماں تھے سب
آہ ہن کو راستی کی رحم سے جب پیار تھا

سامنا کرنے مصائب کا تھی وہ ہمت کیسا تھے
اپنے القدم بھی نہ چرخ پیر کج رفتار تھا

بے جہالت کی تھے پیکر سست غفلت تھے ولی
بادۂ عرفاں سے ہر اک بیخود و سرشار تھا

تھی نحوست نام کو بھی پاس کلجگ کیا کیا
پی نشاں تیر تھا فلک سیارہ دمدار تھا

غیر کو ایذا دہی سے اسقدر ڈرتے تھے وہ
تیر تھا گر حفظ جاں کو تھا پہ بے سوفار تھا

رحم کی لہریں محافظ آکے بنجاتی تھیں بس
بحرِ مشکل کی یہی باعث بیڑا پار تھا

عدل کے جمے تھی مرحبا کیا ہر طرف
شیر مظلوموں کا زیرِ خنجر و تلوار تھا

جاگ بھارت خوابِ غفلت سے ذرا کچھ سوچ تو
زینت اورنگ شاہی تھا یہی سردار تھا

ایسی آزادی کی عالم میں نہ تھا گر تجھے
اور اٹھے کا ترک کس قوت کا اقرار تھا

کیا ضرورت تھی مجھے لکھتا غزل اس بحر کی میں
لوگ حالِ قوم سے اپنا بھی حالِ زار تھا

برہمن

اے ظہورِ حالتِ ارض و سما
اے کشوفِ حال لیا نورِ مہر و ماہ

اے مکینِ خانۂ توحیدِ حق
اے منورِ نورِ خالق سے سدا

اے گلِ روحانی باغِ سخن
عندلیبِ نغمہ زن تجھپر فدا

اے حکیمِ دانش و عقل و خرد
حکمت و رمل و نجوم و فلسفہ

اے علیمِ حالتِ دنیائے دوں
اے کلیمِ خالق و رب و خدا

اے بنائے انقسامِ مردماں
اے قمرِ انتقام جانفزا

اے برہمن مظہرِ علم و ہنر
اے برہمن عقدۂ مشکل کشا

راستی پیشہ تھا تیرا پاک باز
قرب حق سے بس ترا تھا دل لگا

تجھکو نفرت تھی برے اعمال سے — کذب مکاری کدورت تھا حسد
ظلم سے تیری گری قوم ہنود — قہر سے تیری نشاں اپنا مٹا
کون سی ہستی ہے کبیر تجھ سے — ہوگیا ہے کس لئے سچ سچ بتا
غیر بھی جو دیکھتے نفرت سے ہیں — ان کو نظارہ دکھا اٹھکر ذرا
مار کٹائی بیاہ میں ودھواسی رشتی — پھر سے پیدا ہوکے عالم کو دکھا
باغ عالم میں ذرا ہو سرو قد — مہرباں اپنا قد موزوں دکھا
عقدۂ لاینحل و مشکل کو ہاں — ہمکو سمجھاتے ہیں مشکل کشا
رحم کھا اولاد پر اپنی مگر — بھاگ خود پھر دوسروں کو بھی جگا
چھوڑ کر در در گدائی بن فقیر — یادِ حق میں محو ہو جنگل کو جا
عظمت گنگا دکھا پھر سند کو — عظمتِ ویداں دکھا عالم کو آ
اس طرح سے کر بٹھا دنیا پہ پھر — کرشن کو اور رام کو کہدے خدا
جو غلط مانے برا سمجھے اسے — حق سے اپنے آپ کو سمجھے جدا
منکروں کے دلمیں یہ جم جائے خوب — کہ خدائے پاک ہے لا انتہا

راہ جنت لوک کو بھی مل گئی
آپکی تعریف میں یہ گیت گا

فصل یازدہم

در پند و نصائح

توقع گر خدا سے ہے تو وہ تیرا نگہباں ہو
اگر جوں گم کردہ رہ کا راہبر خضر بیاباں ہو

ستم پیشہ سے تم بھی غضب صاحب جوہر ہو
معا دن قتل خونریزی سدا شمشیر عریاں ہو

ملائم ہو کے تسخیر قلوب اہل عالم کر
قمر نازک کو کیا ہے ڈر اگرچہ تیغ برّاں ہو

کسی جان کا خواہاں خود اول جان دیتا کر
ہے جلتی شمع خود پہلے پس پروانہ قرباں ہو

خوشی میں آ کے سرخ و سبز کیوں بیجا ہی نمائش
گلوں سے ایکدن خالی وہ داماں گلستاں ہو

بڑے سیر آیا تھا مگر نازاں ہوا کسپر
حباب آب سمجھے اپنی ہستی دم کا مہماں ہو

ہیں گل جبتک تبھی تک گلشن ہستی میں خوشبو ہے
گلستان کنعاں و رشناہی بیت احزاں ہو

نوشتہ ہے سر ابن یمین کی نقش قدم پر چل
کہ جوں استاد کا تقلید گر طفل دبستاں ہو

نصیحت ہو گئے مقبول النظر ہوتی ہے عاقل کی
ذرا دیکھو تو دھو پہلے گنہ آلودہ داماں ہو

دیگر

شریک محفل اہل سخن تمام نہیں
ہلال کوئی مثال مہ صیام نہیں

خدا کا نام رہیگا کوئی رہا نہ رہے
فنا کا ذکر یہاں ہے بقا کا نام نہیں

یہ ناز دولت بے نج معاش لا حاصل
نظر میں نقشہ ماہ نو و تمام نہیں

جنہیں کمال تعلق ہے غیر خود سے کلام
خودی کا انکے دلوں میں خیال خام نہیں

جو دست زر سے روا کر کسی کی حاجت کو
گلوں سے دامن بستاں بھی پر مدام نہیں

ہر ایک کا راہ طریقت جدا جدا ہی یہاں ۔ اسے حرام ہی جو تو اسے حرام نہیں
برا کسی کو نہ کر ایک کو برا یا م ۔ سوائے اسکے یہاں تیرا کوئی کام آخر
ہیں یہ تو لطف حاصل ہوا ابھی گرچہ ۔ جناب لوٹ کے اشعار پہ کلام نہیں

دیگر

ایکدن میں ٹہلتا تھا رستی پہ گام گام ۔ دل تھا بیسو بکس کام کر تھا اپنے کام
اک شجر پر ناگہاں میری نظر جو جا پڑی ۔ اک گلہری پھر رہی تھی شاخ پر بے روک تھام
میں نے پوچھا کیا سبب اسقدر ہی خوش جو تو ۔ بولی مجھکو جانتے عالم میں ہیں سب خاص و عام
پل تھا باندھا رام نے جب میں مدد کو تھی گئی ۔ دست شفقت پھیر کر گل سا بنایا میرا فام
میری کٹ کٹ رام کی تعریف میں مشغول ہے ۔ بول تب سن خوش میں تو مگر تو بھی تو سن مجھکو تمام
شغل میری ہی سدا اس رام کو تو یاد کر ۔ اور زباں کہتی رہے تیری صدا ہی رام رام
بیچ رستے اور خوشی بھی ہو گئی پھر مجھکو نصیب ۔ دور ہو جائیگا رنج و غم کا سارا اژدہام
شرم سے مر جائیو انسان ہے پھر بھولا ہی ہو گت ۔ کر کے اتنا لگ گئی وہ کام اپنے نیکنام

دیگر

خندۂ گل ہی اگر دردِ نہاں پیدا ہو ۔ قلب بلبل میں ہیں آہ و فغاں پیدا ہو
بےخبر وہ ہی نہیں اسکو ثبات اے نادان ۔ ہست موہوم پہ کیوں نہ گماں پیدا ہو
تجھ اللہ سے ہرگز نہ بدی کر بندے ۔ کام وہ کر کہ ترا نام و نشاں پیدا ہو
شیخ بھیا خاک ہے یہ زہد کہ نظروں میں تری ۔ جلوۂ حق نہ بدیدار بتاں پیدا ہو
ہے تمنا و ہوس علم و ادب سکھلاوے ۔ گھر میں تیری جو ارسطو و کرزماں پیدا ہو
واسطے ذکر خدا کی ہی عطا تجھکو ہوئی ۔ پھر و دشنام نہ یہ منھ میں زباں پیدا ہو

زاہد و زہد کے ثمرہ پہ تخیل کیا ہے
واہ اس شکل پہ یہ شوقِ جناں پیدا ہو
یا خدا غیر بھی سُن سُن کے رہیں سر دھنتے
یوگ کے قول میں لطفِ بیاں پیدا ہو

دیگر

تصویر تخیل میں نہاں نورِ خدا تھا
ظلمت کے سمندر میں پڑا آبِ بقا تھا
آگاہ ہوئی بعدِ فنا ہستیٔ خود سے
یہ طائرِ روح بندِ قفس رشتہ بپا تھا
گو شعلۂ روح آتشِ انتر کا عنصر
حیران ہوں تھا جزو مگر کل سے جدا تھا
تھا لوحِ جہاں پر یہ رقم علی قلم سے
فانی ہے فنا ہو کے رہی پہلے فنا تھا
اشرف ہے فرشتوں سے بھی انسان عزازیل
شیطان ہوا سجدہ کو نہ آدم سے جھکا تھا
دنیا کے مزے لوٹتا کب موڑتا منہ یہ
عارف تو قسم رب کی جہنم سے ڈرا تھا
مرشد تو وہیں ہاتھ پکڑ خوب بچایا
دل کشورِ معصوم کو رستے سے چلا تھا
بس بس ابھی صدقے کیا دادِ عطا کو
دریائے تمنا میں وہیں تیر اکھلا تھا
اے یوگ بس مرگ تجھے اہلِ لقا جو
کہدیں ہو مزا قالِ ایمان دیا تھا

دیگر

رنگِ رفتار نیا اور دکھایا ہوتا
فتنۂ حشر کو سوتے سے جگایا ہوتا
قطرۂ اشک کے گریہ کی ندامت ہوگی
خون آنکھوں کے پے یاد بہایا ہوتا
ہست کو چرخِ ستمگار مذلت بخشی
خاک کے خاک بنایا نہ بنایا ہوتا
خواہشِ حرص کی پھندے میں پھنسایا کیوں تھا
دامِ الفت کا گرفتار بنایا ہوتا
نعمتیں کر کے عطا کبر نہ پیدا کرتا
بار در شاخ کو بہتر تھا جھکایا ہوتا
شکر ہر حال میں اب کون کرے اد کا فر
وصل کا ہجر کا کچھ راز بتایا ہوتا

فکرِ عالم سے رہا کرے فقط اک نقشہ | یادِ جاناں کا تصور جو بٹھایا ہوتا
جام مے روز ہمیں عمر پلاتا ہے کبھی | ساقیا ساغرِ وحدت تو پلایا ہوتا
عشق تیرا اگر ہو مرنے کے مزے ہوتے ہیں | حضرت یوسف ذرا سر تو پلایا ہوتا

دیگر

خواہشِ وصل بشر خواہشِ تقدیر نہیں | عشق صادق ہی نہیں وہ بھی تقصیر نہیں
وقت پہ ساتھ نہیں کوئی جہاں میں ہمدم | راہ فانی میں کوئی ہمدم و رہگیر نہیں
آپ حیرت میں رہتے ہیں کوئی کیا سمجھے | چپ ہر اک نقش ہے تو صورت تصویر نہیں
آتی نفرت ہے تجھے خاک سے کیوں تیلیہ خاک | آب و گِل ہی جو ہے تو مشکل ہے تعمیر نہیں
کیسی کس کی کریں صحبت جہاں میں ہم ہر | کون دلگیر نہیں کون الم گیر نہیں
دنیا اعمال گہ گردش خود ہے یارو | تام قسمت کے عبث شوخی تقدیر نہیں
روح ہی نکلے گی نہ تن خاکی سے | بہ کمال ہی رہا جس میں کبھی تیر نہیں
دہر فانی میں ہے وہ کون بتا دے مجھکو | جسکی گردن پہ کبھی موت کی شمشیر نہیں
کہنے والے ہیں کئی اور بھی تجھ سے بہتر | یوں کہ تجھ سے بہتر تو ہی شعر دکن میں نہیں

دیگر

ہمیشہ ہستیِ موہوم کو قرار نہیں | فنا کا گھر ہے زمانا بقا کا دار نہیں
بھروسہ یار کا غمخوار کا مدار نہیں | عمل سا اور یہاں یار جانثار نہیں
ہمیشہ رنگ زمانہ کا ایک حال میں کیوں | خزاں ہی ساتھ چمن میں سدا بہار نہیں
خوشی کیساتھ الم بھی ہے ہر گھڑی دیکھو | گلوں کے خار کیسوقت ہمکنار نہیں
تمام حرص کی بسمل تڑپ رہی ہیں یہاں | وہ کون تیر ہے سینے سے جسکے پار نہیں

کما لے زادِ رہ عاقبت کی خاطر کچھ
وہاں تیرا کوئی ہمدم نہیں ہے یار نہیں

رہا جو شاکر مولا سرا ایک عالم میں
کبھی وہ شخص جہاں میں ذلیل و خوار نہیں

سببِ نازشِ مخلوق لوگ وہ ہیں حسینیہ
وفائے الفت کا لے حفاظی بہار نہیں

دیگر

تجھ کو جدا نہیں ذرا گرچہ خدا نہیں
جسکو ذرا بھی خطرۂ روزِ جزا نہیں

نامِ رسول کیلئے گنہ کر رہا جو سن
کوئی شفیع ترا مگر پیشِ خدا نہیں

ہر شے ظہورِ ذات کی اسکی ہے غافلو
دل میں ہی جلوہ گر ربِ علا نہیں

فانی ہے ناز تو نہ کر باقی پہ یاد رکھ
لوحِ جہاں پہ بس کہیں نقشِ بقا نہیں

ہو حق پکار ظاہر اسر کو ملا کر لاکھ
صوفی کہاں ہے جسکا کہ باطن صفا نہیں

لعنت ہے زہد ہو ترے مکار زاہدا
حوروں کی چاہ ہے یہاں یادِ خدا نہیں

بھر کر کوئی پلائے عرفاں ہے ساقیا
اس جام میں جناب کے آیا مزا نہیں

کھاتا رہا ہر اروہ دنیا میں ٹھوکریں
نقشِ قدم پیشوا پہ جو چلا نہیں

حضرت نے ہو لوگ ذرا شرم کیجئے
بے کام آپکا کوئی جو کہ برا نہیں

دیگر

غرورِ ہستی کی عمرِ فنا [illegible] ہو
نہ واقف سرِ حق ہی ہو غلط کاری کا شیدا ہو

مزین ہے کسی وصفِ فضیلت [illegible]
مثالِ خار آنکھوں میں جہاں کی جو کھٹکتا ہو

وہاں کمتر جہاں میں کسی [illegible] آدمی کی ہے
نہیں چلتا نہیں شاید فنا اسکا کنارا ہو

سمندر [illegible] ڈوب جا [illegible] حاصل نہیں ہوتا
مگر اپنا پتہ وقتِ بقا خود بھول جاتا ہو

مجازی عشق ہی زینہ کیا ایوانِ حقیقت کا
صلائے عام کرتا ہوں کہ جو حق کا بندہ ہو

تعلق ہے صفائے باطنی کو زیب ظاہر سے
جو مشتاقِ تجلی ہے نہ فکرِ بن ترائی کر
عمل کرتا نہیں جو ہو گیا شیطان وہ عالم ہو کر

لکی پیغمبر تھے یوسف کو قفا سے مل الآیہ ہو
خیال آپ اپنی ہے پریشاں شکل ہوئی
تمہاری طرح آئینہ و نشانے گرچہ بجھتا ہو

اخلاق

اخلاق پردہ سازِ غریب و نعیم ہے
باغِ جہاں میں غنچہ کشادا موجِ نسیم ہے

توسیلِ قربِ ربِ رحیم و کریم ہے
وہ سببِ فیض رسانِ عمیم ہے

یہ گل ہے وہ کہ جس سے معطر دماغ ہے
بہرِ شعاعِ نور یہ گھر کا چراغ ہے

عالم میں یہ باعثِ عز و وقار ہے
جلوہ ہے جہاں ترا و تازہ دکھا رہے

پوشش وہ غریب لباسِ نزار ہے
تہذیب کی عروس کا پہلا سنگار ہے

ہے رہنما تو منزلِ وحدت کا با ضرور
جو تجھ سے دور ہے یہاں انسانیت سے دور

شاداب ہے شجر سے تو باغِ خیال کا
پنہاں ہے تجھ میں راز ترقی کے حال کا

زینت وہ کمال ہے حسن و جمال کا
جس جا ہے نام واں نہیں غم کا ملال کا

دریا سے ہست جس طرح کرنا عبور ہے
ان حالتوں کا مہربان جائے ظہور ہے

انگشتری علم کا یکتا نگیں ہے تو
ہر عہد و غیر حصارِ حصیں ہے تو

تہذیب کے مکاں کا اعلیٰ مکیں ہے تو
مفید ہو اس کے واسطے جائے مکین ہے تو

زاہد بھی تیرے خوف سے پابند ہو گیا
ہاں شیریں دہانی وہ دلبند ہو گیا

بعد فنا بقیۂ نام و نشان ہے
سرپوش پردہ دارِ عزیزی خواں ہے

پیری کا رازدار و حبیب جوان ہے
لعلِ خرد و دُرِ شرافت کی کان ہے

ایمان قلب نیک نہاد و طریق ہے
درمانِ درد و غم ہے رفیق و شفیق ہے

دیباچہ ہے مرد کے منصب جاہ کا
چارہ ہے خوف بیم و بد اندیش و خواہ کا

پابندیٔ طریق درد رسم و راہ کا
طالب فقیر کا کہیں مطلوب شاہ کا

دل سوز ہے بوقت الم جاں نواز ہے
مشکلکشائے خلق ہے اور کارساز ہے

کرسی پہ فلسفے کی ارسطو بٹھا دیا
کشافِ رمز خافی منطق بنا دیا

لقماں کو دم کشی کا سبق ہی پڑھا دیا
استادِ دہر ویاس کو کیسے کہا دیا

اخلاق ہے وہ ہستی انساں کا رازدار
محسن ہے اسکے ہمیہ ہیں احسان بیشمار

ناقد بھی رنجوں کا سو جہان میں
محبوب حسن و عام ہے کون و مکان میں

حور حسین خلد بریں کے مکان میں
شکر سی کیا ہے یوگ کی گھوڑ نا بغیر

خاموش یوگ ہرزہ کو بکواس اب نہ کر
ظاہر ہے سب پہ شاعری کا پاس اب کر

یوگ ..

حسن

نغمہ جہاں میں ہے یہ بلبل نغمہ سرا — کشورِ وحدت میں ہے شاہِ شہِ اتقا

مظہرِ و کشوفِ ذاتِ معلی کا ہے — تازگیٔ روح و جاں خرمیٔ غم زدہ

گل کی ہوا اس کے زر کی ہے یہ دمک — سرو کی قامت میں ہے شورِ قیامت فزا

ہوش نہیں کچھ بھی ہیں باختہ ہیں سب ہیں — سامنے یہ آگیا بن کے گرد لربا

پردۂ تصویر ہے بلبل تصویر ہے — عشق کی تعبیر ہے مہر شکستہ بہ ملا

صوفیوں کی مستیاں زاہدوں کی خشکیاں — رنگی وہ زر مہرباں دنیا کے درد میں سما

تجھ سے ہیں آباد شہر رونق صحرا ہے تو — وادیٔ کہسار ہے دشت کی تو ہی فضا

لعل بھی تو سنگ ہے روپ ہے اک رنگ ہے — دیکھ خرد و نگ ہے کون ہے جلوہ نما

عیب تیری قدرداں ہے تیری مہرباں — تجھ سے ہیں سب شادماں ہر طرب ہر مزا

غنچۂ تعلیم کی شمع فضیلت ہے تو — گلشنِ تہذیب کا طوطیٔ شیریں نوا

قالب مہجور کا خاطرِ رنجور کا — وادیٔ معمور کا تجھ سے ہے در کھلا ہوا

پردۂ لیلیٰ ہے تو نقش گر قیس تھا — جسم میں فرہاد کی جان شیریں ادا

جذبۂ الفت نہ ہو لطف سے محروم دو — خاک صنوبر زندگی جس سے رہا تو جدا

سنگ کو ہو سے دیا بت کو ہے پوجتے — سب میں ترا جلوہ ہے برہمن و شیخ کیا

جلوہ گر ذاتِ حق پر تو ظلِ خدا — سایۂ لطف و کرم عیب شکستہ بر ملا

دیدۂ نرگس ہے وا چاک جگر گل ہے جو — تجھ سے ہی سب تجھ سے ہی مشفقا و محسنا

رحم کی صورت کہیں ہے کہیں تصویر ظلم — ہادیٔ مومن کہیں ہے شیدا کہیں کفر کا

بس اب ہو گئی خاموش طول سخن کا
نہ کر بیٹھے کوئی مخمور نفرت صفا

آسماں تجھکو نئے گل ہی کھلاتے دیکھا

آج یاں میت اور رنگ جو آتے دیکھا
کل اسے تختۂ تابوت پہ جاتے دیکھا
رنگ یہاں جسے محلوں میں بناتے دیکھا
اسکو جنگل میں ابھی خاک اڑاتے دیکھا

آسماں تجھکو نئے گل ہی کھلاتے دیکھا
کل ہنسایا تھا جسے آج رلاتے دیکھا

رائگاں وقت سدا عیش میں جو کھوتا تھا
جسکو دن رات کا بھی کچھ نہ پتا ہوتا تھا
جسکی تکلیف سے لاکھوں کو الم ہوتا تھا
گور میں پاؤں پسارے وہ پڑا سوتا تھا

آسماں تجھکو نئے گل ہی کھلاتے دیکھا
کل ہنسایا تھا جسے آج رلاتے دیکھا

ملک و دولت پہ کبھی ناز تھا افغانوں کے
کام کرتے تھے جہاں دارا و دربانوں کے
آج ہمراز ہیں وہ ریگ کے ویرانوں کے
ہیں طلبگار مدد ملک میں بیگانوں کے

آسماں تجھکو نئے گل ہی کھلاتے دیکھا
کل ہنسایا تھا جسے آج رلاتے دیکھا

ملکے بیٹھا تھا کبھی یار سے غمخوار کہیں
عشق میں عاشق و معشوق تھے سرشار کہیں
تیری عادت گئی اُف رے ستمگار کہیں
گل کہیں ہائے ستم بلبل بیزار کہیں

آسماں تجھکو نئے گل ہی کھلاتے دیکھا
کل ہنسایا تھا جسے آج رلاتے دیکھا

دل مطلوب کسی کا کو شاداب کیا
اور بحر عنایت الطاف کا دریاب کیا

کشت امید کو جو حسرت سے سیراب کیا
وہ کہ دیا ہوس نے لب غلط و نایاب کیا

آسماں تجھکو نے کل ہی کھلاتے دیکھا
کل ہنسایا تھا جسے آج رلاتے دیکھا

شان شوکت کو بہت سا دیتا ہی
خضر کو دشت میں گمراہ بنا دیتا ہے

پیار کی چہرہ پہ جو تن لگا دیتا ہے
آپ ہی دیوان ترا نام پھرا دیتا ہے

آسماں تجھکو نے کل ہی کھلاتے دیکھا
کل ہنسایا تھا جسے آج رلاتے دیکھا

یوں تو وہ دن تھے کہ چمن کی گلزار دیں
مہر وہ تکے ہی یہ گئے تھی تو نکر زرد

وہ افتادہ ری یار وہ دگار دو کی
مار کے پھیر لے آسے آج مری یار دوست

آسماں تجھکو نے کل ہی کھلاتے دیکھا
کل ہنسایا تھا جسے آج رلاتے دیکھا

ہولی

ساقی شراب سے اٹھے پردہ غبار کا
کسکی تجلیوں سے تجمل شرار کا
ہولی پہ رنگ چڑھ گیا پھر سے بہار کا
تھا قلب عندلیب پہ صدمہ بہار کا
تو دنیا کا معجزہ کہتا فلک کو ہے

دل صاف ہو کہ وقت ہے یہی اتار کا
وحدت میں نور جلوہ کناں حسن یار کا
سودا ہوا ہے دل دیوانہ وار کا
آیا خیال بوئے گل و لالہ زار کا
چل دور ہی جو بیٹھ پہ گرد چھپا کا

یہ آب و تاب رنگ ادا بانکپن غضب — جوبن تمھارا پر ہی عروس بہار کا

چشمک نئی نرگس فتاں کو دیکھ دل — مانند غنچہ کھل رہا بیمار یار کا

ملبوس گل ہی آب خجالت میں تر ہوا — شرم ہستی سی ہے نافہ تتار کا

باغ جہاں میں قدرت رب قدیر دیکھ — دست دعا اٹھا رہا اک شاخسار کا

چلتی ہی لڑکھڑا کی پر کھلکھلونکی ساتھ — نکہت سے پر دماغ نسیم بہار کا

نظارہ کر رہی پردہ میں جسکی تھی منتظر — کھل چشم بصیرت کہ ہوا جلوہ یار کا

کوشان وصل یار رہے سو فرض کر — باغ جہاں کا رنگ ہے بلبل و بہار کا

فانی جہاں ہی گوش نہیں ذکر بقا کے — کیسی ثبات نام کہاں ہے قرار کا

اتنا ہے یار کسیہ بتا تو سہی یہاں — پیسا ہی دم نزع کوئی حال زار کا

اللہ کا نام راحت آخر ہی کر حصول — کچھ کام کر کہ وقت نہیں انتظار کا

اس صانع کریم کا گل صنعت باغ میں — نقشہ بنا ہے تجھے نقش و نگار کا

یکساں ہی دیکھ چشم مقابل سے غیر کو — کانٹا کا رنج کش نہیں ہی باد خار کا

رنگا گیا ہے رنگ سے ہولی کو قالب یک — آنکھوں میں اسکی نور ہے پروردگار کا

دیگر

پلا دو ساقیا جام شراب ہولی میں — رہے نہ دل میں ذرا بھی غبار ہولی میں

نصیب وصل ہوا یار کا ضرور اے — مٹا جو درد دل بیقرار ہولی میں

ہر ایک بزم میں ساغر پڑے چھلکتے ہیں — نہ کوئی چشم رہی اشکبار ہولی میں

چہار سمت میں پھیلی ہی کیا پریشاں ہو — گلوں کی بو سے ہی مشک تتار ہولی میں

تمام صورت گل سرخ سر سے پاؤں تلک — ظہور رحمت پروردگار ہولی میں

چمن میں سرخیِ گلہائے تر کی شہرت سے / ہوا ہے باغِ جہاں شرمسار ہولی میں
ذرا سی دیر میں کافر سے دیندار کر کر / خیالِ مصحفِ رخسارِ یار ہولی میں
شراب سرخ پیالہ بھی سرخ کیا حیرت / نشے میں مست ہوا گر بادہ خوار ہولی میں
غمِ فراقِ عنادل سے گل گلستاں میں / ہوا ہے چاک جگر دلفگار ہولی میں
لباسِ عروس زنان ادا و ترکوں ہو گئے / بتانِ ماہ لقا نے سنگار ہولی میں
کمالِ قدرتِ داور سے کیا عجب ہے / لباس سبز سے ہر شاخسار ہولی میں
زمیں تمام ہوئی شکلِ قرصِ عنبر ہے / عبیر سے کے و نازاں غبار ہولی میں
تمام ملکِ ختن لوٹ کر ملا جنت / سریر آرا ہے شاہِ بہار ہولی میں
مئے ہے جود کا ابرِ بہار اسی دم سن / کرے جو میکدہ کو آبیار ہولی میں
گھڑی میں پھولونگی زیور ہزار صنعت کے / بنی ہے قدرتِ داور سنار ہولی میں
قسم خدا کی ہے معجز نما بہت بڑھ کر / رقم مسیح سے نقطہ ہزار ہولی میں
زمیں پہ صورتِ گلہائے تر کو دیکھ ہوئے / تمام برجِ فلک سکتہ وار ہولی میں
جناب جوگ جنوں ہو گیا جو کرتے ہو / خدا کو وصل کا ہم انتظار ہولی میں

رباعیات

دنیا میں ثبات کا کہاں نام
اسکو بھی قرار کچھ نہیں ہے
گردش میں ہے جس طرح سے جام
وہ کام کرو بقا ہے نام

اک حال میں یہ جہاں نہیں ہے
دنیا میں ہے کونسا بتا دے
وہ باغ جسے خزاں نہیں ہے
اے جوگ بقا یہاں نہیں ہے

چمن ہے پنجروزہ اے جاں   باقی نہ رہے نہ کچھ یاں
کیوں اتنا غرور اسپہ کافر   ہے چند دنوں کا یاں تو مہماں

پر آج ہے گر گلوں سے داماں   کل خار بھی کھائیگا مری جاں
جس باغ میں کل تھے سرو قائم   ملتے ہیں شجر بکیں کے واں

پھل پھول ہیں بول کسکی صنعت   ہر برگ کے نقش کس کی حکمت
اے بوک تجھے پتہ نہیں ہے   خلاق کی اپنے ہے یہ قدرت

فصل دوازدہم

دربیان مدح وبہبودی اعلیٰ حضرت جارج پنجم دام ملکہم

جارج پنجم شہ شاہاں رہے   نیر قسمت سدا تاباں رہے
اور دولت سے بھرا داماں رہے

سر پہ ہو اپنے ترا دست عطا   آپ پر ہو سایہ لطف خدا
ہاں ہمیشہ خرم و شاداں رہے

شان اسکندری ہو اعلیٰ تری   قدما سے قدر ہو بالا تری
رعب شوکت جان سے قرباں رہے

دشمن جم جاہ کا یہ حال ہو   آسماں کی اپ ٹیڑھی چال ہو

مبتلائے درد ہو گریاں رہے

گردش دوراں ہو تجھسے بیخبر | دور ساغر یاں چلے شام و سحر

در پناہ ایزد سبحاں رہے

تیرا دشمن بے طرح برباد ہو | تو سدا خرم رہے اور شاد ہو

دور تجھسے حسرت و حرماں رہے

کل جہاں ہو آپکے زیر علم | آسماں پہ بھی گڑیں جا کر علم

مشتری در کا ترے درباں رہے

جانثاراں کی ساری جو بلا | آپکے دم سے ہیں شاد و شہاں

حال سن سن سب کے سب حیراں رہے

ایک ہی قانون میں جکڑے ہیں سب | ہو غنی محتاج یا بکر کے ہیں سب

حشر میں پھر کیوں غم عصیاں رہے

کسکے پہلو میں دل بیتاب ہے | اس کا پودا ہرا اور شاداب ہے

اسیطرح سب کی ہاں پر ہاں رہی

تا ابد وار فنا ہیں یا خدا | جوش میں بحر کرم یہ اٹھا

آل سے حضرت کا دل فرحاں رہے

جنگ میں کر فتح تو ان کو عطا | جرمنی کا نقش دنیا سے مٹا

بے مدد ہو بیکس و نالاں رہے

کہدو جرمن کو قیامت آئیگی | یہ جفا تجھپر ہی آفت ڈھائیگی

زعم پر اپنے نہ وہ نازاں رہے

علم ما بر سرِ افلاک ہو	اور علم جرمن کا زیرِ خاک ہو
جابجا چرچۂ شہنشاہاں رہے	
مال ہی دولت سے قرباں بھی رہے	ہر گھڑی تیرا ثناخواں بھی رہے
لوگ کا ہر دم یہی ایماں رہے	

قصیدۂ مدحیہ

جناب فاضلِ اجل ناموبی بدل پنڈت چمپا لال صاحب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر ضلع رہتک دام اقبالہ

اے شہِ عالمیانِ شمس آثار	آشنائے علومِ غیر شمار
اے کلیدِ علومِ قفل زدہ	کاشفِ عقدۂ حلِ دشوار
اے شگوفہ شگفتِ ذکرِ گل	یادِ مضمونِ عندلیب و خار
اے بیانِ کمالِ زورِ سخن	اے گلستانِ معنیِ بے خار
ترا شورِ سخن پہ سُنی سُن	گل پہ سبقت سے بلبلوں کو عار
نورِ الفاظ کی چمک کو دیکھ	زرد رو ہو گیا یہ مہرِ شرار
تیرے دم سے ہے نام کوہکن و قیس	جامیٔ ذکرِ صحرا و کہسار
تیرے آگے ہے کون نکتہ گیر	نکتۂ غیر مظہرِ اسرار
اک فصاحت میں بلبلِ شیراز	اک بلاغت میں غالبِ سرشار

شور صوت ہر قدوس بلبل ہند — اک خیال تو ہے دل و سرشار

اک تماشا ہے خندۂ گل سے — اک قیامت ہے تیغ جوہر دار

دشمنوں کیلئے تیری ہر بات — تیغ براں کی جس طرح ہو دھار

شیر مجھ زبان تجھ پہ فدا — نظم جادو بیاں تجھ پہ نثار

ہر نظر ہے بہیبت پُر — تو ہے تصویر پہ شکل ہے دار

جو سچی بات تھی وہ لکھدی یوسف
اب خموشی ہے مدح کا اظہار

بندۂ یوسف عفی عنہ

غلط نامہ رہبر ہنود

غلط	صحیح	صفحہ	شعر	غزل
تو	کون	۳۱	۵	۱
صبح	صبیح	۳۱	۳	۳
کمال	جمال	۳۲	۱	۱
دکھلانا	دکھانا	۳۷	۱	۱
قطعہ	قطع	۳۸	۳	۱
	ے	۴۳	۱	۴
نہ ادا	خود آرا	۴۵	۳	۰
سنائے	سلے	۴۶	۵	۲
اب	اے	۳۵	۴	۲
ب	کا	۶۸	۱	۲